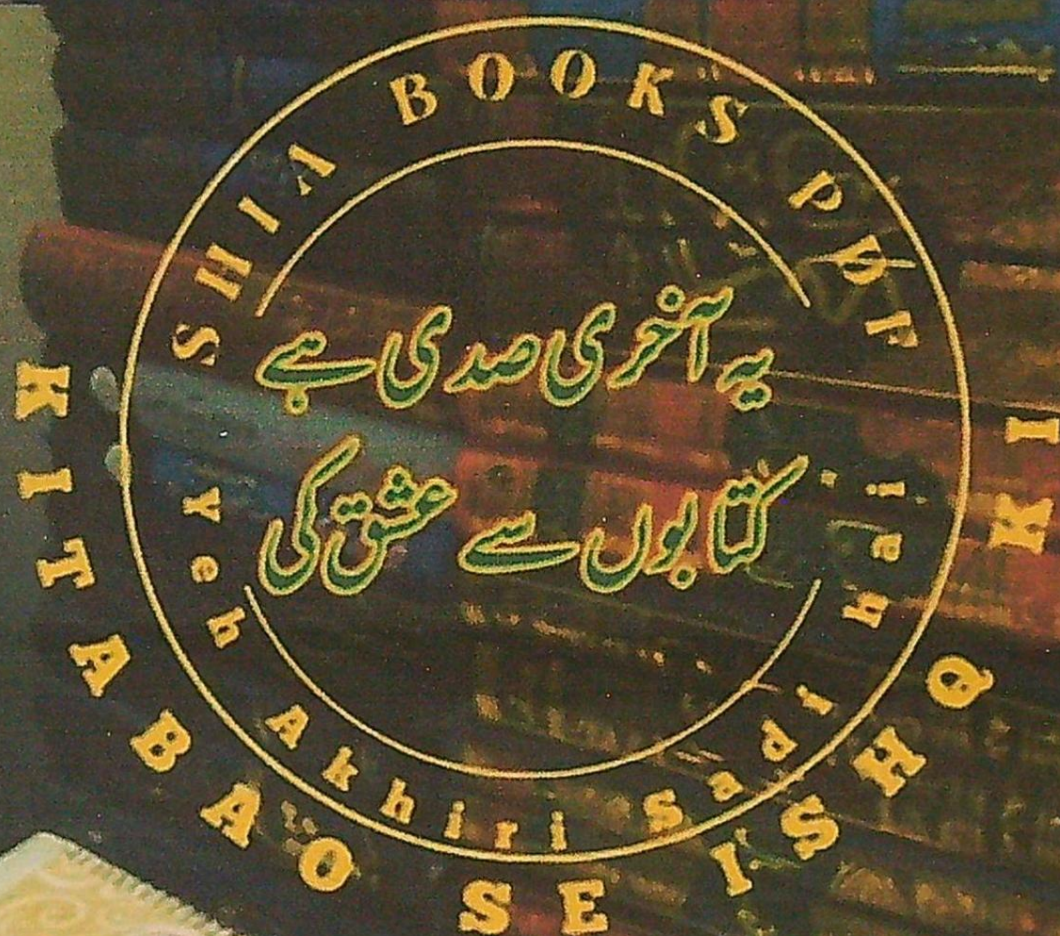
بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

منظر ایلیاء Shia Books PDF



MANZAR AELIYA

9391287881

HYDERABAD INDIA

ایمانِ ابی طالب

اکابرینِ اہلسنت کی نظر میں

حضرت علامہ مولانا

صوفی سردار محمد نشان قادری مدظلہ



ایمان ابی طالب

﴿اکابرینِ اہل سنت کی نظر میں﴾

حضرت علامہ مولانا صوفی سردار محمد نشان قادری

(خطیب اعظم کامونکی)

برادرِ اصغر

امام المناظرین حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دفتر مجلس رضا / مسلم کتابوی

گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَا
نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَا

﴿سلسلہ اشاعت نمبر 38﴾

نام کتاب	ــــــــ	ایمان ابی طالب اکابرین اہل سنت کی نظر میں
مؤلف	ــــــــ	حضرت علامہ مولانا صوفی سردار محمد نشان قادری
صفحات	ــــــــ	۸۰
تاریخ اشاعت	ــــــــ	جنوری ۲۰۱۹ء مطابق جمادی الاوّل ۱۴۴۰ھ
ناشر	ــــــــ	مرکزی مجلس رضا' لاہور
تعداد	ــــــــ	ایک ہزار
قیمت	ــــــــ	100 روپے

ملنے کا پتا

دفتر مجلس رضا / مسلم کتابوی

گنج بخش روڈ' دربار مارکیٹ' لاہور

پیش لفظ

اس بات پر جمہور اُمت کا اجماع ہے کہ قرآن وحدیث کی رو سے ابو طالب نے کلمہ نہیں پڑھا۔ وقت نزع ابو طالب نے کلمہ پڑھنے کا انکار بھی کیا۔ اس بات پر دلائل شرعیہ شاہد ہیں جو کوئی دلائل شرعیہ کی مخالفت کرے۔ اس کی بات ہمارے لئے حجت نہیں۔ نقل کے آگے عقلی دلائل کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہم جو بات لکھیں گے وہ از روئے قرآن وحدیث لکھیں گے۔ مرتب کتاب کی طرح لایعنی بات کا جواب لکھنے سے گریز کریں گے۔ ہم صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین کرام وائمہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ نقل کر کے مسئلے کی صحیح نوعیت بیان کریں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ میری اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر توشہ آخرت بنادے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ طٰہٰ ویٰسین۔

نیاز آگین سردار محمد نشان قادری

بتاریخ ۲۰۱۸۔۱۔۳ بروز بدھ

منشاء تابش آف مرید کے ضلع شیخوپورہ کی کتاب سیّدنا ابو طالب جو کہ جھوٹ کا پلندہ ہے۔ اس کے ڈھول کا پول ہم کھولیں گے کہ یہ کتنا کاذب شخص ہے اور اس کے رافضی ہونے میں شک نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیّدُنا غوثُ الوریٰ رضی اللہ عنہ

اور

شہزادہ غوثُ الوریٰ تابش قصوری

از

مولانا محمد جاوید اکبر قادری

وسن پورہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا منشاء تابش قصوری کی کتاب پر تبصرہ

اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ

اس دور کی دنیائے علم کی ایک عظیم مادر علمی کا نام جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ہے۔ اس کے مہتمم اور صدر مدرسین رحمۃ اللہ علیہما کی علمی۔ تدریسی اور اشاعتی خدمات سے ایک زمانہ واقف ہے۔ خصوصاً: اعتقادی محاذ پر اور تائید اہل سنت کے حوالے سے جامعہ نظامیہ رضویہ اور اس کے ذیلی اداروں سے چھپنے والا لٹریچر جہانِ سنیت میں ایک خاص مقام رکھتا ہے۔

حضرت مفتی قبلہ عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور صدر المدرسین علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ کے جو لوگ دست و باز و اور مشیر خاص قرار پاتے تھے۔ ان میں ایک نام مولانا محمد منشاء تابش قصوری کا بھی ہے۔ وہ طویل عرصہ سے جامعہ سے وابستہ رہے۔ اور عرصہ دراز تک جامعہ میں فارسی ادب پڑھاتے رہے۔ تو اہل محبت ان کو" خوشبوئے سعدی" کا لقب دیتے تھے۔ جب ان کے نام سے ایک کتاب مسمی بہ

"دعوت فکر"

شائع ہوئی۔ تو تمام وہابیہ بالخصوص دیابنہ کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی۔ جب امریکہ کے حکم سے حرمین شریفین پر قابض آل ربیعہ موجودہ نام آل سعود نے فروغ وہابیت کے لئے

ریالوں کی تجوریاں کھولیں ۔جس کا اعتراف موجودہ قابض الحرمین الشریفین سلیمان بن قذاق نجد عبدالعزیز نجدی ربیعی کے بیٹے اور ولی عہد محمد بن سلیمان نجدی نے خود کیا ہے ۔ نجدی شہزادے اور ولی عہد کے اس اعتراف پر پاکستان کے نجدی وہابیوں اور نجدی دیوبندیوں کو ایسا سانپ سونگھا ہے جیسے یہ لوگ مائی مکلی قبرستان ٹھٹھہ کے اولین مدفون ہوں ۔

اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی عَلَیْہِ ۔

ان تجوریوں کے کھلنے کی دیر تھی ۔کہ پاکستان کے غیر مقلدین وہابیوں نے شیخ نجدی قرن الشیطان ابن عبدالوہاب تمیمی نجدی کی کتاب ''التوحید'' اور وہابیان نجد کی دوسری کتب شائع کر کے مفت تقسیم کرنا شروع کیں ۔تو پاکستان کے دیوبندیوں نے بھی بہتی گنگا میں نہانے کی ٹھان لی حالانکہ ان کے بڑے وہابیوں کو خونخوار، باغی اور یہود و نصاریٰ سے زیادہ قابل نفرت مخلوق لکھ چکے ہیں ۔ اور وہابیوں کے خبیث ہونے کی پوری گردان لکھی ہے ۔ملاحظہ ہو ''الشہاب الثاقب'' ان دنوں ایک آدمی نے علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ان کتابوں کا جواب ہونا چاہیے ۔جس کے جواب میں شرف صاحب نے فرمایا کہ یہ بات کسی نے میاں صاحب سے کہی تھی ۔ (میاں صاحب سے ان کی مراد کے کون بزرگ ہیں؟ یہ معلوم نہ ہو سکا ۔تو میاں صاحب کہنے لگے کہ وہابیہ کی تمام کتب کا جواب آچکا ہے ۔ ا۔حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی (رحمۃ اللہ علیہ) نے نام سے چھپنے والی کتاب ''تاریخ نجد وحجاز'' اور دوسری کتاب مولانا محمد منشاء تابش قصوری کے نام سے چھپنے والی

''دعوت فکر''

یہ دونوں کتابیں نجدیوں کی تمام تحریروں کا مکمل جواب ہیں ۔اس کی اشاعت پر اہل سنت کے علمی حلقوں نے تابش صاحب کو کھل کر داد دی ۔اور ان کی قدر و منزلت

میں گرانقدر اضافہ ہونا تو ایک قدرتی امر تھا۔ ان کے مضامین، اشاعتی سرگرمیاں اور جامعہ نظامیہ سے دیرینہ تعلق اور فارسی ادب کی تدریس کی بناء پر ایک ادیب کے طور پر منظر عام پر آگئے۔ مگر بقول دانشمنداں بھریا اس کا جانیئے جس کا توڑ چڑھے۔ چند ماہ قبل ان کی ایک کتاب بنام "سیدنا ابو طالب رضی اللہ عنہ" منظر عام پر آئی جس میں اشاعت اول ذوالحجہ 1438ھ بمطابق ستمبر 2017ء درج ہے۔ کسی مسئلہ میں دوران تحقیق رائے کا مختلف ہونا ممکن ہے۔ مگر ایک غیر ضروری مسئلہ کو انتہائی اہم بنا دینا۔ جس سے اہل ایمان میں انتشار پیدا ہو۔ اور ارتعاش کی کیفیت جنم لے انتہائی غیر مناسب رویہ ہے۔ بالخصوص اس گئے گزرے دور میں جہاں اہل حق کے معاندین جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰی مِنَ السُّکَّرِ وَ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّیَابِ (ترمذی شریف جلد دوم) ترجمہ: ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی اور ان کے دل بھیڑیوں والے ہونگے۔ یہ قلوب الذیاب رکھنے والے مانندِ ذیاب (گرگانِ کہن) اہل سنت و جماعت درود و سلام والوں پر حملہ آور ہیں۔ ان حالات میں ایک بالکل غیر ضروری مسئلے کو اس انداز میں زیر بحث لانا۔ جس سے اہل سنت کی صفوں میں انتشار پڑے اور بڑھے۔ یہ کونسی دین کی خدمت ہے؟ ہم ایسے ناقص العلم کی سوچ سے باہر ہے۔ مولانا منشاء تابش قصوری کی جس انداز سے شہرت تھی اس سے ہٹ کر انہوں نے اپنی کتاب کا آغاز سورۃ منافقوں کی آیت سے کیا ہے۔ اس کے بعد "سورۃ بقرۃ" کے دوسرے رکوع کی جو آیات منافقین سے تعلق رکھتی ہیں ان کا ترجمہ ذکر کیا ہے۔ پھر یہ آیت لکھ دی۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّار

آگے چل کر تہتر ۷۳ فرقوں والی صحیح حدیث لے آئے۔ کہ ایک گروہ جنتی اور باقی

سب جہنمی اس کے بعد ذوالخصویصرہ تمیمی ابوالخوارج والی حدیث کا حوالہ دے دیا اور آخر میں شاعر مشرق کا مشہور شعر لکھ دیا۔

زبان سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ سے مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

کتاب مذکورہ صفحہ ۲۱ تا ۲۶

تابش صاحب کی تابشیں ملاحظہ ہوں۔ کہ جو حضرات ان کے نظریہ کے خلاف ہیں وہ ۱۔ منافق ہیں۔ ۲۔ جہنمی ہیں ۳۔ خارجی ہیں اور ۴۔ محض زبان کی حد تک کے مسلمان ہیں۔ حقیقی مسلمان نہیں اس کے بعد لکھتے ہیں۔

ان تمہیدی کلمات کو اپنے دل و دماغ میں محفوظ رکھیئے۔۔ تا کہ آئندہ سطور میں جو کچھ ملاحظہ فرمائیں گے یقیناً نفع مند ہوگا۔ کتاب مذکورہ ص ۲۶

تابش صاحب کی اس جسارت کو دیکھ کر، بن کر انصاف پسند حضرات پر کیا گذری ہوگی، ہر شخص اپنے ضمیر میں جھانک کر معلوم کر سکتا ہے۔؟

جواب آں غزل: ان حالات میں تابش صاحب کی کتاب پر تبصرہ کرنا میرا مقصد نہیں ہے۔ البتہ ان کے جواب میں مناظر اسلام حضرت مولانا صوفی محمد سردار احمد نشان دامت برکاتہ نے کتاب کے نام سے گرما گرم جواب لکھا ہے۔ جس میں دیگر حوالہ جات کے علاوہ سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب تفسیر الجیلانی کا حوالہ بھی درج ہے ملاحظہ ہو اسی کتاب کا صفحہ۔۔۔۔ واضح ہو کہ یہ مبارک تفسیر کی تقسیم میں والیٔ سدرہ شریف کا بڑا کردار ہے۔ جن کے القاب تابش صاحب نے کتاب مذکور کے تہدیہ کے صفحہ میں یوں لکھے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تھدیہ

مظہر اخلاق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وارث علوم مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

شہزادہ غوث الوری رضی اللہ عنہ نقیب الاشراف، مرشدِ زمان

مرکز استحسان وعرفان، منبع مودت، ومحبت، محسن ملت

رہبر شریعت، پیر طریقت،

حضرت الحاج الحافظ پیر سید محمد انور شاہ صاحب گیلانی قادری

دامت برکاتہم العالیہ

زیب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ رزاقیہ سدرہ شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان اسلامیہ

جمہوریہ پاکستان کی خدمت اقدس میں نہایت ادب واحترام کے ساتھ

گر قبول اُفتد زہے عز وشرف

طالب نگاہ کرم: محمد منشاء تابش قصوری مرید کے ضلع شیخوپورہ جامعہ نظامیہ رضویہ پاکستان

مولانا نشان صاحب چونکہ اہل سنت کے بے باک ترجمان اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بڑے فدائی ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں اور پوچھنے میں حق بجانب بھی ہیں۔کہ تفسیر الجیلانی میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے تمہارے موقف کے برعکس جو کچھ لکھا ہے۔ اگر وہ حق ہے تو انکار کر کے لنگر غوثیہ گیارہویں خوری کی نمک حرامی کیوں کرتے ہو؟ اور اگر ان کا موقف غلط ہے تو منافقت، جہنمیت، خارجیت اور محض زبانی کلامی مسلمان ہونے کے فتوی سے۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا استثنٰی کیسے کرو گے؟ کس طرح ان درجنوں اساطین اسلام، محدثین عظام، مفسرین کرام، نیز ان کے علاوہ وہ درجنوں بزرگان دین جن کا موقف تمہارے والا نہیں ہے جن کے حوالے درج نہیں کئے گئے ہیں۔ ان کو فتوائے خارجیت سے کیسے بچاؤ گے۔؟

جو تم نے اپنی کتاب کے نشان منزل میں لگایا ہے۔ نیز حضرت سیدنا غوث الوری رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین کتاب الحج کے باب الترویہ میں وہی بات لکھی ہے جس پر تابش قصوری منافقت، جہنمیت اور ضلالت و گمراہی کے فتوے لگا رہا ہے اور شہزادہ غوث الوری لگوا رہا ہے۔ جب کہ شہزادہ غوث الوری یہ تسلیم کرتے ہیں کہ غنیۃ الطالبین حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہی کی کتاب ہے حضرت نشان ملت پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سرکار غوث اعظم کے خلاف عقیدہ بھی رکھے اور شہزادہ غوث الوری بھی کہلائے یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟

جس شہزادۂ غوث الوری کی دلجوئی اور خدمت کی خاطر تم نے یہ ساری کاوش کی ہے۔ وہ شہزادہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنا جد اعلیٰ مان کر تمہاری جسارت کی تائید کس طرح کریگا۔؟ لنگر غوثیہ پر پل کر شہزادگی کی بساط کیسے بچھائے گا۔؟ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر اتنے گھناؤنے فتوے لگوا کر شہزادۂ غوث الوری کس منہ سے کھلوائے گا؟

نشانۂ نشان: مولانا سردار احمد نشان مدظلہ نے منشاء تابش کی تابش (گرمی) فتوی منافقت، خارجیت، جہنمیت، اور محض زبانی مسلمانی کو سامنے رکھ کر جواب تحریر فرمایا ہے۔ فی الوقت میرا مقصد اس پر کسی قسم کا تبصرہ کرنا نہیں ہے۔ وہ تو اساطین اسلام بشمول سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر ان لگنے والے فتوی پر دکھی دل سے جواب لکھ رہے ہیں۔ ہمیشہ کی طرح ان کے قلم کی تیزی اور گرمی کو محسوس کرتے ہوئے عرض ہے۔ کہ چونکہ تابش صاحب کی سیرت میں فارسی ادب کی تدریس کا بڑا دخل ہے۔ کسی دور میں ان کو "خوشبوئے سعدی" کہا جاتا تھا۔ اب ان کو "خوشبوئے سعدی" کہنے والے ان سے فتوائے منافقت، خارجیت، و جہنمیت پا کر بھی ان کو "خوشبوئے سعدی" کے لقب سے یاد کریں گے۔ یا کوئی اور لقب دیں گے؟ وقت آنے پر پتہ چلے گا۔ البتہ فقیر کے نزدیک یہ "بَدْبُو مُتَرَفِّضِی" بن چکے ہیں حضرت مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار کچھ باترجمہ اور کچھ بلا ترجمہ حاضر خدمت ہیں۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی بلندی درجات کی دعا کے ساتھ پیش

خدمت ہیں۔

چہ خوش گفت ایں مثل پیر دہ
ستور لگدزن گراں بار بہ

گاؤں کے بابا جی نے یہ کیا خوب مثال بیان فرمائی ہے۔کہ جو گدھا، گھوڑا، خچر دولتاں مارنے کا عادی ہو۔اس پر بوجھ زیادہ ڈالنا ہی بہتر ہے۔تا کہ اس کی طبیعت صاف ہو جائے۔

مگو شہد شیریں و شکر فائق ست
کسے سقمونیا لائق ست

جس شخص کی بیماری کا علاج سقمونیا جیسی کڑوی اور جلاب لانے والی دوائی ہو اس کے سامنے تم یہ نہ کہو کہ شہد بہت میٹھا ہے اور شکر بہت عمدہ ہے۔

نہ ہر گز شنیدم در عمر خویش
کہ بد مرد را نیکی آمد بہ پیش

میں نے عمر بھر یہ بات نہیں سنی کہ بُرے آدمی (سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ایسی عظیم ہستیوں پر منافقت و جہنمیت کا فتوی لگانے والے) کو نیکی کا منہ دیکھنا نصیب ہوا ہو؟

چہ تخم افگنی بر ہماں چشم دار

مزید فرماتے ہیں

باخلاقِ ونرمی مَکن پا درشت
کہ سگ را نمالند چوں گربہ پُشت

بندہ نے بوستان سعدی سے یہ اشعار چنے ہیں۔اس میں یقیناً از یں قسم کے کئی اشعار ہونگے۔اگر ضرورت پڑی تو جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے موجودہ خوشبوئے سعدی سے استفسار کرنا ہماری عین سعادت ہوگی۔

حرف آخر: راقم الحروف بندہ آثم ہر ایسی بات اور حرکت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہے۔جو کسی

بھی انداز میں حضور اکرم ﷺ کی اذیت کا باعث بنے۔

حضور اکرم **شفیع معظم** ﷺ کی بے پناہ خدمت کرنے والے آپ کے چچا جان کا معاملہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حوالے کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ و رسولہ ﷺ اعلم کہتے ہوئے خاموشی اختیار کرتا ہے اور اسی میں سلامتی ہے۔ کیونکہ ایک طرف صیحح وصریح احادیث اور کئی آیات بینات کا شان نزول ہے۔ جو کہ مفسرین نے ذکر فرمایا ہے اور دوسری طرف یہ کیفیت نہیں۔ محض تاویلات میں یا خوش عقیدگی کی بنا پر فتوائے منافقت وخارجیت، اور جہنمی گروہ ہونے کی وعید۔ خواہ اس کی زد میں شہزادۂ غوث الوری کے جد کریم رحمۃ اللہ علیہ سمیت جو بھی آئے۔ ان سطور کے بعد دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ حق کے لیے ہمارا سینہ کھول دے۔ تاکہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی اور اذیت سے بھی بچے رہیں اور نجات آخرت کا سامان بھی کر سکیں۔ جملہ آل رسول اللہ ﷺ اور تمام اہل بیت و **جمیع صحابہء کرام علیہم الرضوان** کا ادنی غلام اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

کا کم ترین خادم

محمد جاوید اکبر قادری

افغان سٹریٹ نزد آستانہ عالیہ حضرت قبلہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

وسن پورہ لاہور ربیع الاول ۱۴۴۰ھ ہجری بمطابق نومبر 2018ء

نحمدهٗ و نصلی علٰی رسولہ محمد و علٰی آلہ و اصحابہ اجمعین ۔

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین کرام حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں عبارت مندرجہ ذیل ہے۔

وعن ابی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون فی آخر الزمان دجالون كذابون ياتونكم من الاحاديث بمالم تسمعوا انتم ولا آباؤكم فاياكم واياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم

(رواہ مسلم ومشکوۃ شریف عربی ص ۲۸، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

ترجمہ: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانہ میں کچھ جھوٹے اور دھوکے باز لوگ ہوں گے جو تمہیں ایسی باتیں کہیں گے جو نہ تم اور تمہارے باپ دادا نے سنی ہوں گی۔ ان لوگوں سے بچنا، کہیں تم کو گمراہ نہ کردیں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں"۔

اس حدیث کی شرح شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنئے:

المراد بعدم السماع المذكور عدم ثبوتها فی الدين وكونها بهتانا و افتراءً فيه ۔ (لمعات ج ۱ص ۲۲۱)

نہ سننے سے مراد ہے کہ ان کی باتوں کا دین میں کوئی ثبوت نہ ہوگا وہ صرف بہتان و افترا ہوگا۔ ایسے ہی آج کل کچھ لوگ ایسی باتیں نقل کرتے ہیں جن کا دین

متین سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ ایمان ابی طالب کا عقیدہ رافضیوں کا خود ساختہ ہے۔ قرآن وحدیث ائمہ تفسیر، محدثین، حفاظ احادیث، شارحین احادیث و دیگر ائمہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی ایک کا بھی عقیدہ نہیں۔ اس دور میں سیّد الکاذبین منشاء قصوری آف مرید کے ہے۔ ہم دلائل شرعیہ سے مرتبہ رسالہ ایمان ابو طالب کا اصلی چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کریں گے کہ حوالہ جات نقل کرنے میں کتنا کذب بیانی سے کام لیا ہے اور اس کا رافضی ہونا بھی ثابت کریں گے۔

قرآن کریم کی آیت نمبر ۱: ''اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ'' بے شک نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کردو، ہاں! اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے۔ (کنز الایمان) اسی آیت مبارکہ کا شان نزول سیّدنا ومولانا نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں۔ عبارت یوں ہے: شان نزول مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کی موت کے وقت فرمایا: اے چچا! کہو لا الہ الا اللہ میں تمہارے لئے روز قیامت شاہد ہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر مجھے قریش کے عار دینے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور ایمان لا کر تمہاری آنکھ ٹھنڈی کرتا' اس کے بعد انہوں نے یہ شعر پڑھے:

ولقد علمت بان دین محمد من خیرا دیان البریه دینا لو لا الملامة او حذارُ مسبة لوجدتنی سمحا بذاك مبینا یعنی میں یقین سے جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تمام دینوں سے بہتر ہے اگر ملامت و بدگوئی کا اندیشہ نہ ہوتا (جہان کے) تو میں نہایت صفائی کے ساتھ اس دین کو قبول کرتا' اس کے بعد ابو طالب کا انتقال ہو گیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ مترجم قرآن کریم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ حاشیہ مولانا سیّد نعیم الدین مراد آبادی ص ۶۲۶ طبع تاج کمپنی لاہور

پاکستان۔

قارئین کرام خط کشیدہ عبارت پڑھ کر فیصلہ فرمائیں کہ وقت موت ابوطالب نے کلمہ پڑھنے سے انکار کیا اور انتقال کر گیا اور اسلام قبول نہ کیا۔ اگر مسلمان ہوتا تو مولانا سیّد نعیم الدین مراد آبادی اس پر رضی اللہ عنہ کا جملہ ضرور نقل فرماتے۔

اب مفسرین اہل سنت کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔

قال الزجاج اجمع المفسرون علي انها نزلت في ابي طالب ۔

(تفسیر خازن علی المدارک ص ۴۳۶، جلد ۳ زیر آیت سورۃ القصص ص ۴۳۶، جلد سوئم)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یوں لکھا ہے۔

(تفسیر جلالین ص ۳۹۲ طبع بیروت)

اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث جو مسلم شریف میں نقل ہے کا حوالہ دیا کہ یہ آیت مبارکہ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ آگے لکھتے ہیں: اخرج النسائی و ابن عساکر فی تاریخ دمشق بسند جید عن ابی سعد بن رافع قال سالت ابن عمر عن ھذہ الایۃ (انک لاتھدی من اجبت افی ابی جھل و ابی طالب قال نعم ۔ ترجمہ: امام نسائی نے اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں جید سند سے حضرت سعد بن رافع سے روایت کیا کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا: کیا ابوجہل اور ابوطالب کے بارے میں آیت نازل ہوئی۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں!

امام النحو علامہ زمخشری بھی یوں ہی فرماتے ہیں۔ عبارت یوں ہے:

قال الزجاج اجمع المفسرون انها نزلت في ابي طالب

(تفسیر کشاف ج ۳ ص ۴۲۲)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ حدیث مرفوع نقل کر کے لکھتے ہیں۔

اخرج مسلم وغیرہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمہ ابی طالب (تفسیر مظہری عربی ج ۷، ص ۱۷۳ طبع انڈیا)

تفسیر ابن عباس والے بھی یوں ہی لکھتے ہیں: انک یا محمد (لاتھدی) لاترشد من احببت ایمانہ یعنی ابی طالب

(تفسیر ابن عباس عربی ص ۳۹۲، اُردو ابن عباس ج ۲، ص ۲۱۶)

مفتی عبدالعزیز مزنگ لاہور والے ترجمہ میں لکھتے ہیں عبارت یوں ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کا بھلا چاہتے تھے، تب یہ آیت نازل ہوئی کہ اس کی قسمت میں اسلام نہیں۔ ابوبکر وغیرہ مشرف با اسلام ہوئے کہ ان کی تقدیر میں تھا۔

علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حدیث مرفوع سیّدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی پوری حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (روح المعانی جز ۲۰، ص ۹۶)

قال الزجاج اجمع المسلمون ان ھذہ الایۃ نزلت فی ابی طالب

(مراح لبید ج ۲، ص ۱۴۶)

ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جمہور کا مذہب ثابت کیا ہے۔

والجمھور علی الایۃ نزلت فی ابی طالب

(انوار القرآن ج ۳، ص ۹۵، طبع پاکستان)

حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سات احادیث مبارکہ اسی آیت کے متعلق نقل کی ہیں۔ نمبر ۱: عن ابی ہریرۃ نمبر ۲: عن ابن المسیب نمبر ۳: عن ابن عباس نمبر ۴: عن سعید بن رافع قال قلت لابن عمر نمبر ۵: عن مجاھد نمبر ۶: عن قتادۃ نمبر ۷: عن ابی صالح عن ابن عباس رضی

اللہ عنہم (تفسیر الدر المنثور عربی جز ۵ ص ۱۳۴ طبع ایران)

سات احادیث مبارکہ اس بات پر شاہد ہیں کہ ابوطالب نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے باوجود کلمہ نہیں پڑھا یعنی اسلام قبول نہیں کیا۔

مذکورہ احادیث کے تمام راوی ثقہ ہیں تقریب التہذیب، تہذیب التہذیب لابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بخاری و مسلم کی منقول شدہ احادیث میں اکثر راوی سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ راویوں سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوگیا کہ ابو طالب کے مسلمان نہ ہونے پر اہل اسلام مفسرین کا اجماع ہے اور نص قرآنی دال ہے۔ نص قرآنی کے خلاف کسی فرد کی بھی دلیل حجت نہیں۔ مفسر قرآن قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ پڑھیے: فالاية هذا ناسخة لاستغفار النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعمه انك لاتهدی وزیرآیت: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا توبہ (آیت نمبر ۱۱۳، ج ۸ ص ۲۴۸، ج ۸ ص ۲۵۰) مذکورہ آیت ابوطالب کے لئے استغفار کرنے کی ممانعت کی دلیل ہے۔

اسی آیت کے متعلق صاحب جامع البیان زیر آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ (توبہ ۱۱۳ تفسیر جامع البیان صفحہ ۵۴-۵۵ ج ۷ سند احدیث اکثر لکھی ہیں۔ ج ۷ صفحہ ۶۰ طبع بیروت)۔

اجمع المفسرون ان هذه الاية نزلت فی ابی طالب آگے عن علی رضی اللہ عنه موت ابی و امی حدیث نقل ہے۔ تفسیر ثعالبی ج ۳ صفحہ ۲۳۱۔

محدث و مفسر ابن الجوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں زیر آیت: ما كان للنبی والذين امنوا عن سعيد بن المسيب ج ۳ صفحہ ۳۸۳۔

تفسیر مقاتل بن سلیمان نے بھی مات علی الکفر لکھا ہے۔ ج ۲ صفحہ ۴۷، فتح البیان ج ۳ صفحہ ۱۸۶۔

موت ابی طالب کے متعلق "مات علی الکفر" کی عبارت تفسیر ارشاد العقل برحاشیہ ابوسعود جلد ۳ صفحہ ۴۴۹ وایضاً تفسیر عبدالرزاق ما کان للنبی والذین امنوا نزلت فی ابی طالب، جمل علی الجلالین ج ۲ صفحہ ۳۳۲، الصاوی علی الجلالین حدیث ان عمک الضال نقل ہے۔ عن علی رضی اللہ عنہ ج ۲، صفحہ ۱۸۳، مذکورہ حدیث ان عمک الضال عن سعید رضی اللہ عنہ تفسیر ابن ابی حاتم ج ۵ صفحہ ۱۴۱۔

کتب احادیث وفقہ ملاحظہ فرمائیں، حدیث ابی طالب جو کہ نقل ہے۔

امام محمد علیہ الرحمۃ یوں لکھتے ہیں: عن علی رضی اللہ عنہ ان عمک الضال الحدیث سیر الکبیر ص ۱۵۳، سنن سعید بن منصور، ج ۵، صفحہ ۲۸۱، الاوسط نیشاپوری ج ۵، ص ۳۴۳، صفحہ ۳۰۴، تفسیر قشیری صفحہ ۱۸۱، المبسوط سرخسی ج ۲، صفحہ ۵۵، تاریخ مدینہ ۶۶ جز، صفحہ ۳۳۲، بدائع الصنائع، ج ۱، صفحہ ۳۰۳، شرح نہج البدغہ ابن الحدید شیعہ، ۱۴ جز، صفحہ ۳۸، المجموع للنووی ج ۵، صفحہ ۲۳۷، تہذیب الکمال ۲۹ جز، صفحہ ۲۵۸، تبیین الحقائق ج ۱، صفحہ ۲۴۴، البدر المنیر ج ۵، صفحہ ۲۳۷، الاصابہ ج ۷، صفحہ ۲۳۹، جامع الحدیث للسیوطی، ۱۶ جز، صفحہ ۳۵۱، ۱۷ جز، صفحہ ۲۸۳، سبل الہدیٰ ج ۲، صفحہ ۴۳۱، کنز العمال ۱۴ جز، صفحہ ۱۶، مندرجہ بالا کتب میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ والی روایت ان عمک الضال نقل ہے۔

ابوطالب کے متعلق لکھتا ہے کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی ہمدردی کی اور نکاح سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پڑھایا۔ قصیدہ بھی لکھا، اس سے ایمان ثابت ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ

اللہ علیہ نے ان تمام باتوں کا رد کیا ہے۔ عبارت مندرجہ ذیل ہے:

وہ گورے رنگ جن کے روئے روشن سے مینہ برستا ہے
یتیموں کے جائے پناہ بیواؤں کے نگہبان

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد بن اسحاق تابعی صاحب سیر ومغازی نے قصیدہ بتمامھا نقل کیا جس میں ایک سو دس بیتیں مدح جلیل ولغت منبع منیع پر مشتمل ہیں۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ شرح صراط مستقیم میں اس قصیدے کی نسبت فرماتے ہیں۔ دلالت دارد بر کمال محبت ونہایت معرفت نبوت اوانتہی مگر مجرد ان امور سے ایمان ثابت نہیں ہوتا۔ کاش یہ افعال واقوال ان سے حالت اسلام میں صادر ہوتے تو سیّدنا عباس بلکہ سیّدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی افضل قرار پاتے۔ آگے لکھتے ہیں: آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ متواترہ سے ابوطالب کا کفر پر مرنا اور دم واپس ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحاب نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس میں کسی سنی کو مجال دم زدن نہیں، ہم یہاں کلام کو سات فصل پر منقسم کریں گے۔ (رسائل رضویہ ج ۲، ص ۳۱۰، ۳۱۱)

مذکورہ نقل کردہ عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا ابوطالب نے کلمہ نہیں پڑھا اور یہی عقیدہ تمام اہل سنت کا ہے اور تابش نے جو صفحہ ۸۱، ۸۲ میں عبارت نقل کی' اس کی بددیانتی کا پتہ چل گیا' پوری عبارت نقل کرتا تو بددیانتی کا کیسے پتہ چلتا۔ ماقبل تو لکھ دیا اور مابعد شیر مادر سمجھ کر پی گیا۔ عبارت صرف بیواؤں کے نگہبان تک لکھی' اگلی عبارت ہضم کر گیا۔

جس عبارت میں ابوطالب کا کفر پر مرنا لکھا ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوطالب کی ہمدردیاں، نکاح اور قصیدہ کا جواب ہو گیا' آگے لفظ ضال کا معنی غلط کیا۔ ص ۳۰ محبت میں خود رفتہ قرآن کریم سورۃ والضحیٰ کا لفظ ضـــــال اور سیّدنا یوسف علیہ

السلام پر اطلاق ضال کا معنی محبت ہی بنتا ہے۔ لیکن ان عمك الضال کا ترجمہ غلط کیا ہے۔ اس بیچارے کو اتنا بھی علم نہیں کہ ضال کی اضافت جب نبی اللہ کی طرف ہو تو معنی محبت بنے گا اور غیر نبی پر ضال معنی گمراہ ہی ہوگا۔ لیجئے ضـال کا معنی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنئے حوالہ مندرجہ ذیل ہے۔

حدیث نہم: حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم یعنی میں نے حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ! حضور کا چچا بڈھا گمراہ مرگیا فرمایا جا اسے دبا آ ۔ (ج ۲، ص ۴۲۱، رسائل رضویہ) یہ حدیث متعدد کتب میں نقل ہے۔

خط کشیدہ عبارت پڑھ کر قارئین خود فیصلہ کریں کہ مرتب نے ترجمہ کرنے میں کتنا جھوٹ بولا۔ یہ حدیث امام شافعی و امام احمد و امام اسحاق بن راہویہ و ابوداؤد و طیالسی اپنی مسانید اور طبقات ابن سعد اور مصنف ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد و نسائی سنن اور ابن خزیمہ اپنی صحیح اور ابن الجارود و منتقی اور مروزی کتاب الجنائز اور بزار و ابو یعلی مسانید اور بیہقی سنن میں بطریق عدیدہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اس صحیح حدیث پاک سے مولا علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ثابت ہوگیا کہ ابوطالب کفر پر مرا' ہم تابش سے پوچھتے ہیں کہ جو شخص ایمان ابی طالب کا قائل نہیں وہ خارجی ہے۔ تو آپ کے نزدیک مولا علی رضی اللہ عنہ بھی نعوذ باللہ خارجی و منافق ہوئے (تابش نے لکھا ہے: ابوطالب نے دین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی یہ عبارت ایمان ثابت نہیں کرتی، ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **قال ابو جهل ان محمدا لصادق ما كذب محمدا قط** (شرح شفا ج ۱ ص ۷۹)

ابوجہل نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی' پھر آپ ابوجہل کو سیّدنا اور رضی اللہ عنہ لکھا کریں' عقل ہوتی تو رافضی نہ بنتے۔ آگے چل کر ملا علی القاری رحمۃ اللہ

علیہ لکھتے ہیں۔عبارت یوں ہے:**طالبا مات کافرا** (شرح شفاج۱ص۷۵۲،طبع بیروت)

ابوطالب کے متعلق ایک اور دلیل ملاحظہ فرمائیں۔**ابوطالب لم یصح اسلامہ** (شرح شفاج۱ص۶۰۵)

تائیدمزید: عبارت یوں ہے:**وردفی حدیث ان ابا طالب اسلم و تلفظ بکلمة الشهادة وهو فی مرض الموت الا انه منکر** ۔(رسالہ ایمان ابویہ صلی اللہ علیہ وسلم جز۲،ص۱۷۱،ملاعلی القاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوطالب کا مسلمان ہونا اور کلمہ شہادۃ پڑھنا وقت موت اس روایت کو منکر قرار دیا ہے کہ اس سے حجت پکڑنا نہیں جائز)

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:**روی عن ابی بکر رضی الله عنه انه قال للنبی صلی الله علیه وسلم والذی بعثك بالحق لاسلام ابی طالب کان اقر لعینی من اسلامه یعنی اباه ابا قحافة وذالك ان اسلام ابی طالب اقر لعینیك** ۔(شفاشریف ج۲،ص۱۷،طبع بیروت)

ترجمہ: سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! ابوطالب اگر اسلام لے آتا تو میرے لئے زیادہ خوشی کا باعث تھا بہ نسبت میرے باپ ابوقحافہ کے اسلام لانے سے۔

ہم تابش سے پوچھتے ہیں کہ کیا صدیق اکبر یارغار رضی اللہ عنہ بھی نعوذ باللہ آپ کے نزدیک خارجی ہوئے۔"**اذا فات الحیاء فاصنع ما شئت**" ۔سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بھی وہی عقیدہ ہے جو ہم اہل سنت وجماعت حنفی بریلویوں کا ہے۔ایمان ابی طالب کا عقیدہ پوری امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہے۔کتابچہ تو لکھ دیا لیکن تابش سے ابوطالب کے ایمان پر کوئی نص قرآنی اور حدیث

متواترہ صحیحہ نقل کرنے کی ہمت نہیں ہوئی ''فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا''

اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کوئی بھی ایمان ابوطالب کا قائل نہیں۔تابش مر تو جائے گا مگر ایمان ابوطالب پر ایک صحیح روایت نہیں دکھا سکے گا۔

ہم احادیث مبارکہ اور فقہائے کرام علیہم الرضوان کی تصریحات نقل کرتے ہیں۔

امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ: **روی ان علیا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین مات ابو طالب فقال ان عمك الضال قدتوفی فقال اذهب فاغسله و کفنه** (رواہ السیر الکبیر ج ا ص ۱۵۳، طبع بیروت)

حدیث نمبر ۲: **حدثنا الحمیدی قال ثنا سفیان قال عبدالملك بن عمیر قال سمعت عبید اللہ بن الحارث بن نوفل یقول سمعت عباس بن عبدالمطلب یقول قلت یا رسول اللہ ان ابا طالب کان یحوطك و ینصرك فهل نفعه ذلك فقال نعم وجدته فی غمرات من النار فاخرجته الی ضحضاح** (حدیث نمبر ۴۶۰ الجزء الخامس مسند الحمیدی ج ا ص ۲۹۱ طبع مدینہ و ایضاً فی جامع الاصول ج ۲ ص ۱۱۰، ۱۸۰ زیر آیت مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ،فیض القدیر شرح جامع الصغیر ج ۳ ص ۸۹، ان عمك الشیخ الضال الحدیث (تفسیر کبیر جز ۲۵، ص ۲ طبع تہران عبارت میں اکرہ کا جملہ نقل ہے۔تفسیر ثمرقندی ج ۲ ص ۶۱۴ و ایضاً ج ۲ ص ۲۸۸، فتح القدیر شوکانی ج ۵ ص ۱۹۵، کفر ابی طالب پر دلالت کردہ تمام احادیث نقل ہیں۔طبقات ابن سعد ج ا ص ۸۱، ۸۲، تفسیر قرطبی ج ۸ ص ۲۴۸، ۲۵۰، زیر آیت ما کان للنبی تفسیر جامع البیان طبری ج ۷ ص ۵۴، ۵۵، ج ۷، ص ۱۶۰ اکثر احادیث نقل ہیں۔

اجمع المفسرین ان هذه الایة نزلت فی ابی طالب اور موت والی

حدیث بھی نقل ہے۔ (تفسیر ثعالبی ج ۳ ص ۲۳۱، زاد المسیر ابن جوزی ج ۳ ص ۳۸۴، عن سعید بن المسیب، تفسیر بیضاوی ص ۲۶۹ مکمل تفسیر مقاتل بن سلیمان ج ۲ ص ۴۷، مات علی الکفو، تفسیر فتح البیان ج ۳، ص ۱۸۶، تفسیر ارشاد العقل ج ۳ ص ۴۴۹، تفسیر عبدالرزاق پوری سند عن علی رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۳۲۲، الصاوی علی الجلالین ج ۱ ص ۱۸۳، تفسیر ابن ابی حاتم عن سعید بن المسیب ج ۵ ص ۱۴۱' ان کتب تفاسیر اور کتب احادیث میں روز روشن کی طرح یہ مسئلہ واضح ہے۔

(فقہائے کرام علیہم الرضوان کی تصریحات مندرجہ ذیل ہیں)

'امام اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ پڑھیے: **محمد عن یعقوب عن ابی حنیفة کافر مات و له ولی مسلم فانه یغسلها ویتبعهٔ ویدفنه کذلك امر علی رضی اللہ عنه** (شرح الجامع الصغیر ص ۱۹۵ مکمل) امام محمد یعقوب سے وہ ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں۔ اگر کافر مر جائے اور اس کا ولی کوئی مسلمان ہو تو وہ اسے غسل دے اور میت کے ساتھ جائے اور دفن کر دے۔ آگے شارح نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ''**ان عملك الشیخ الضال**'' کی طرف اشارہ کیا ہے جو کہ سنن بیہقی میں سنداً نقل ہے۔ (سنن ج ۳ ص ۳۹۸، المبسوط سرخسی ج ۲ ص ۵۵ پر نقل ہے۔ مذکورہ عبارت بعینہٖ ہدایہ ج ۱ ص ۱۶۴، تبیین الحقائق شرح کنز ج ۱ ص ۲۴۴، البحر الرائق ج ۲ ص ۳۳۴، منقول از کاشف کید الثعلب ''**ما کان للنبی**'' زیر آیت حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۳۰، نور الہدایہ ج ۱ ص ۱۴۶، نصب الرایہ ج ۱ ص ۲۸۱، ۲۸۲، فتح القدیر ج ۳ ص ۸۳، شرح النقایہ ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ ج ۱ ص ۴۴۰)

علامہ آلوسی بغدادی کا فیصلہ پڑھیے عبارت یہ ہے: **مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا** زیر آیت **انه لافائدة فی طلب المغفرة للکافر والایة علی الصحیح نزلت فی ابی طالب** ۔ (روح المعانی جز ۱۱ ص ۳۲) بے شک کافر کے لئے

دعائے بخشش مانگنا کوئی فائدہ نہیں اور یہ آیت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی۔ چند سطور آگے نقل ہے۔ **والایة علی هذا دلیل علی ان ابا طالب مات کافرا وهو المعروف من مذهب اهل السنة والجماعت** ۔ (روح المعانی جز ۱۱ ص ۳۳، طبع پاکستان) مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اس بات پر حجت ہے کہ ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی اور صحیح مذہب اہل السنۃ والجماعۃ یہی ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی۔ ایمان ابوطالب شیعوں کا مذہب ہے، اہل سنت کا نہیں۔ شرح فقہ اکبر ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ مندرجہ ذیل عبارت پڑھئے۔

وابو طالب مات کافرا (شرح فقہ اکبر ص ۴۷)

ترجمہ فارسی: وابوطالب عم رسول فوت شد کافر۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ الاية نزل فی ابی طالب (ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج ۵ ص ۵۵۸، مسند ابی عوانہ ج ۱ ص ۱۴، عن سعید بن المسیب والیضاح ج ۱ ص ۹۷، طبع بیروت امام ابن حجر عسقلانی کا فرمان بھی اسی طرح ہے۔

حافظ ابن کثیر نے محبت و ہمدردی قصیدہ و نکاح خوانی کا نفیس جواب دیا ہے۔ عبارت یوں ہے:

یحبه حبا شدیدا طبعیا لا شرعیا ۔ (تفسیر ابن کثیر عربی ج ۳ ص ۳۹۴ طبع بیروت)

ابوطالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت شدید طبعی طور سے کرتا تھا یعنی رشتے داری کی بنا پر شرعی طور پر نہ تھی۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام میں آنے کی دعوت دی اور ایمان لانے کی رغبت دلائی' لیکن تقدیر کا لکھا اور اللہ تعالیٰ کا چاہا غالب آیا' یہ ہاتھوں سے پھسل گیا اور اپنے کفر پر اڑا رہا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ پڑھنے کا اصرار کرتے رہے۔ ابوطالب نے ہر بار انکار کیا۔ یہ آیت مبارک اس کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابن کثیر عربی کی پوری عبارت پڑھیں اور خود فیصلہ کریں۔ تابش نے بلاوجہ کثیر صفحات سیاہ کر مارے۔ کھودا پہاڑ تو نکلا چوہا۔ چند سطور آگے عبارت نقل ہے **رواہ الامام احمد عن یحیی بن سعید القطان عن یزید بن کیسان حدثنی ابو حازم عن ابی ہریرۃ فذکرہ بنحوہ و ھکذا قال ابن عباس و ابن عمرو مجاھد و الشعبی وقتادۃ انھا نزلت فی ابی طالب حین عرض علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقول لا الہ الا اللہ فابی علیہ ذالک** ۔ (مترجم ابن کثیر ج۴ ص ۱۳۷)

امام احمد رضی اللہ عنہ یحیٰی بن سعید قطان سے وہ یزید بن کیسان سے انہوں نے ابوحازم نے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اسی طرح روایت کا ذکر کیا کہ یہ ابن عباس، ابن عمر ومجاہد والشعبی اور قتادہ نے کہا بے شک یہ آیت ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔ جب کہ ابوطالب پر کلمہ **لا الٰہ الا اللہ** سرکار نے پیش کیا کہ وہ کہے، تو ابوطالب نے صاف انکار کردیا۔ تمام احادیث میں ابی کا جملہ نقل ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ابوطالب نے کلمہ نہیں پڑھا۔ یہ اکثر صحابہ اور تابعین کی روایت ہے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ ہے۔ ابوطالب مسلمان نہیں تھا۔

شرح مسلم الثبوت کی عبارت بھی پڑھئے، عبارت یوں ہے:

فان احادیث کفرہ شھیرۃ وقد نزل فی حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شان عمہ ابی طالب (انک لاتھدی من اجبت) القصص کما فی صحیح مسلم و سنن الترمذی وقد ثبت والخبر الصحیح عن الامام الباقر کرم اللہ وجھہ و وجوہ آبائہ الکرام ان رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم ورث طالبا و عقیلا اباھما ولم یورث علیا و جعفرا ۔
(فواتح الرحموت ج ۱ص ۱۲۳، رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۲۳ پر بھی ہے۔ ترجمہ کفر ابوطالب کی حدیثیں مشہور ہیں، پھر اس کے ثبوت میں آیت اولی کا اترنا اور حدیث دہم کفر ابی طالب کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علی و جعفر کو ترکہ نہ دلانا بیان فرمایا۔ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ اور ان ابائے کرام سے ثابت ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حدیث صحیح اثبات کردہ است برائے ابوطالب کفر را۔ مجدالدین فیروز آبادی سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں۔

چوں عم نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب بیمار شد باوجود آنکہ مشرک بود اوراعیادت فرمود و دعوت اسلام کرد، ابوطالب قبول نہ کرد۔ صاحب روضۃ الاحباب کی عبارت یوں ہے: نیز اخبار موت ابوطالب بر کفر آوردہ۔ منقول از رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۳۵ طبع پاکستان امام قسطلانی نے کفر کی اقسام نقل کی ہیں۔ ایک کافر وہ ہے جو قلب سے عارف زبان سے معترف ہو مگر اذعان نہ لائے جیسے ابوطالب سے مروی ہے۔
(رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۳۴)

ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ابو طالب لم یومن عند اھل السنت، اہل سنت کے نزدیک ابوطالب مسلمان نہیں۔ (رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۴۱، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ وایضا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مشائخ حدیث وعلمائے سنت بریں اند کہ ایمان ابو طالب ثبوت نہ پذیرفتہ، شرح سفر السعادت، ص ۲۴۹)

شرح مقاصد و شرح تحریر پھر رد المختار حاشیہ درمختار باب المرتدین میں ہے۔

المصر علی عدم الاقرار مع مطالبة کافر وفاقا لکون ذلك من امارات عدم التصدیق ولهذا اطبقوا علی کفر ابی طالب ۔ ترجمہ: جس

سے اقرار اسلام کا مطالبہ کیا جائے اور وہ اقرار نہ کرنے پر اصرار رکھے' بالاتفاق کافر ہے کہ یہ دل میں تصدیق نہ ہونے کی علامت ہے۔ اسی واسطے تمام علماء نے کفر ابی طالب پر اجماع کیا ہے۔ (رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۴۰) اسی صفحہ پر مولانا علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں۔ **اذا امر بها و امتنع و ابی عنها کابی طالب فهو کافر بالاجماع** یعنی یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ اس سے اقرار طلب نہ کیا گیا ہو اور اگر بعد طلب باز رہے جب تو بالاجماع کافر ہے۔ ابوطالب کا واقعہ اس پر دلیل ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ **ابو طالب لم يؤمن عند اهل السنة** اہلِ سنت کے نزدیک ابوطالب مسلمان نہیں' امام عبدالباقی زرقانی شرح المواہب ابن اسحاق نقل کرتے ہیں۔ **بهذا احتج الرافضة و من تبعهم على اسلامه**
(رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۴۰)

اصابہ میں ہے: **ذكر جمع من الرافضة انه مات مسلما قال ابن عساكر فی صدر ترجمة قيل انه اسلام و لا يصح اسلامه** (رافضیوں کا گروہ کہتا ہے کہ ابوطالب مسلمان مرے یہ صحیح نہیں مذکورہ عبارت سے صاف معلوم ہو گیا کہ ایمان ابوطالب رافضیوں کا عقیدہ ہے۔ مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **ابو طالب عمه ای عم النبی صلی الله عليه و آله وسلم و ابو علی مات كافرا ولم يومن به فقد ورد انه لما حضرا باطالب الوفاة جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجد عنده ابو جهل و اضرابه فقال صلى الله تعالى عليه و آله وسلم ياعم قل كلمة احاج لك بها عند الله فقال ابو جهل اترغب عن ملة عبدالمطلب و تكدر هذا كلام فی ذلك المقام حتى قال ابو طالب فی اخر المرام انا على ملت ا بی عبدالمطلب و ابی ان يقول لا اله الا الله فقال صلى الله عليه وسلم**

واللہ لا ستغفرن لک مالم انه عنک فانزل اللہ تعالیٰ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ای بان ماتوا علی الکفر وانزل اللہ فی حق ابی طالب حین عرض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وسلم الایمان علی ابی طالب حین موته فابی ورد اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ (رواہ البخاری ومسلم شرح فقہ اکبر ص ۱۳۲ طبع دہلی) ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابوطالب مولا علی رضی اللہ عنہ کا والد کفر پر مرا اور ایمان نہیں لایا۔ جب ابوطالب پر موت کا وقت آیا تو اس کے پاس ابوجہل بھی تھا تو اس نے کہا کہ تو ملت عبدالمطلب سے منہ پھیرتا ہے اور تکرار سے یہ کلام کیا۔ یہاں تک کہ ابوطالب مرنے کے قریب پہنچا تو ابوطالب نے کہا: میں ملت عبدالمطلب پر مرتا ہوں اور کلمہ پڑھنے سے انکار کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر کہا: میں اس وقت تک تیرے لئے بخشش مانگوں گا جب تک مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ممانعت نہ آ جائے تو یہ آیت مبارک ''مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا'' سورۃ توبہ اور سورۃ القصص کی آیت مبارک اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ نازل ہوئی۔ بخاری اور مسلم نے ان دونوں کو نقل کیا ہے۔

ابوطالب کے متعلق امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ پڑھئے عبارت یوں ہے۔ ابا طالب فانه ادرک البعثة ولم یومن وثبت (الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۲۰۳ طبع پاکستان) بے شک ابوطالب نے زمانہ بعثت پایا اور مسلمان نہ ہوا یہی ثابت ہے۔ (ج ۲ ص ۲۰۸ وایضاً) امام صاحب آگے نقل کرتے ہیں۔ والصحیح من تخفیف العذاب عنه بشفاعة ٹھیک بات یہی ہے کہ ابوطالب سے عذاب ہلکا کیا جائے گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے۔

امام عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ ابا طالب لا ینجو (فانه ادرک البعثة ولم یومن وقد ثبت فی الصحیح

انہ اھون اھل النار عذابا (زرقانی شریف ج ا ص ۳۵۲، طبع بیروت) ترجمہ: ابوطالب نے زمانہ بعثت پایا مگر مسلمان نہ ہوا۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قال فی باب قصۃ ابی طالب انہ وقف علی جزء جمعہ بعض اھل الرفض اکثر فیہ من الاحادیث الواھیۃ الدالۃ علی اسلام ابی طالب ولا یثبت من ذلک شیئا ۔ (زرقانی شریف ج ا ص ۳۶۲، طبع بیروت)

بعض روافض نے اکثر احادیث واہی جمع کی ہیں ابوطالب کے اسلام ثابت کرنے پر لیکن ان میں سے کوئی صحیح نہیں ہے۔ قصیدہ ابوطالب کے متعلق علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ومعرفۃ ابی طالب بنبوتہ علیہ السلام جاء ت کثیر من الاخبار) فلاحاجۃ الی اخذھا من شعرہ ھذا تمسک بھا الشیعۃ (زرقانی شریف ج ا ص ۳۶۱) ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کی معرفت میں ابوطالب کے بہت سے اخبار ہیں جو کہ شعروں میں ہیں۔ شعروں کو قبول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ شعروں سے شیعوں نے استدلال لیا ہے۔ معرفت نبوۃ کا جواب ہم ابن کثیر کی عبارت سے نقل کر آئے۔ جملہ نقل ہے۔ یحبُّہ حبا شدیدا طبیعا لاشرعیا' العاقل تکفیہ الاشارۃ

حدیث عباس کا رافضی سہارا لیتے ہیں۔ امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں: لانّہ لم یکن اسلم حینئذ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم اسمع آگے لکھتے ہیں: من قول العباس لم یروہ بلفظ انہ اسلم عند الموت کا توھم وبھذا احتج الرافضۃ ومن تبعھم علی اسلامہ ۔ (زرقانی شریف ج ۲ ص ۴۵، حضرت عباس رضی اللہ عنہ والی روایت صحیح نہیں کیونکہ وہ اس وقت خود مسلمان نہ تھے اور سرکار نے فرمایا: میں نے نہیں سنا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ سننا' اس

بات کی دلیل ہے کہ ابوطالب نے کلمہ نہیں پڑھا' جب کہ ابی کا لفظ کثیر احادیث سے ثابت ہے۔امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام قسطلانی نے مذکورہ روایت کا رد کیا ہے۔

ان الصحیح من الحدیث قد اثبت لابی طالب الوفاۃ علی الکفر،

(زرقانی ج۲ص۲۰ باب وفاۃ خدیجہ وابوطالب۔ بے شک صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی' آگے انکار والی حدیث بخاری کی نقل ہے۔

محدث سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ پڑھیے: عبارت یوں نقل فرماتے ہیں۔

ان الصحیح من الاثر قد اثبت لابی طالب علی الکفر و اثبت نزول ھذہ الایۃ فیہ مَا کَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ ۔ (سیرت ابن ہشام علی الروض الانف ج۱ص۲۵۸ باب وفاۃ ابی طالب)۔ترجمہ: بے شک صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی اور اس کے حق میں آیت مبارک: "مَا کَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" نازل ہوئی۔قرآن کریم کی تین نصوص اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی۔نص قرآنی کے مقابل کسی بھی فرد کا قول باطل ہے۔ابوطالب کا کلمہ نہ پڑھنا بھی اکثر احادیث سے ثابت ہے اور فقہائے کرام علیہم الرضوان کی تصریحات معتبرہ سے ثابت ہے۔ہم نے مدلل و مثبت جواب لکھ دیا۔مقصود جواب ہے اوراق سیاہ کرنا نہیں۔ہم منشا تابش سے سوال کرتے ہیں نمبر۱: کہ ایمان ابوطالب کے متعلق کوئی نص قرآنی پیش کریں۔نمبر۲: ابوطالب نے ساری زندگی میں ایک بار بھی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر آپ کو بلایا ہو جتنے حوالے پیش کریں اتنے صد روپے انعام حاصل کریں۔نمبر۳: کسی حدیث یا فقہائے کرام علیہم الرضوان کی تصریحات سے ابوطالب کو سیدنا یا رضی اللہ لکھا دکھا دیں۔ ہمارا وہی عقیدہ ہے جو صحابہ کرام وتابعین وائمہ اہل سنت علیہم الرضوان کا عقیدہ ہے۔مزید تحقیق کے لئے امام المناظرین صوفی محمد اللہ دتہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام

اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت کا رسالہ ایمان ابوطالب کے متعلق لکھا ہے، اس کو پڑھیں۔ صاحب کرمانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ پڑھئے، عبارت یوں ہے:

ابی طالب و کانت وفاته قبل الهجرة بقليل فيه انه لم يمت على ملة الاسلام (کرمانی ج ۷، ص ۱۳۶ از یر آیت ما کان للنبی الایة (طبع بیروت)

ابوطالب ہجرت سے تھوڑا عرصہ پہلے فوت ہوا اور ملت اسلام پر نہیں مرا۔

ایمان ابوطالب ص ۳۰ پر عبارت نقل ہے۔ ای لَا تُصَلِّ عَلَیْهِ نماز جنازہ مت پڑھنا۔ آگے خود ہی اقرار کرتا ہے کہ نماز جنازہ ہجرت کے ۹ ماہ بعد فرض ہوئی۔ **لاتصل علیه** کا جملہ نماز جنازہ پر دلالت نہیں کرتا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بخشش کی دعا مانگنے سے منع فرمایا تو معنی یہ ہوا کہ ابوطالب پر دعائے بخشش نہ کرنا کیونکہ نص قرآنی سے ثابت ہے کہ کفار کے لئے دعائے بخشش کرنی منع ہے۔ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یہ آیت ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی، لکھتا ہے کہ جو علماء اہل سنت ابوین کریمین کو مسلمان مانتے ہیں اور حضرت ابوطالب کو کافر خیال کرتے ہیں۔ بندہ کے نزدیک ان کا یہ فرق تعجب انگیز ہے۔ یعنی ابوین کریمین کا اسلام احادیث ضعیفہ سے ثابت کرتے ہیں اور حضرت ابوطالب کا ایمان احادیث صحیحہ ہونے کے باوجود تسلیم نہیں کرتے، اس فقیر نے غور کیا تو دو امر معلوم ہوتے ہیں۔

اول: حضرت ابوطالب کے ایمان پر دلائل سے ناواقف ہیں۔

دوم: جب انہوں نے ابوطالب پر کفر کا فتویٰ لگا دیا تو اس سے رجوع میں اپنی کسر شان سمجھے ہیں اور اپنے آپ کو خطا سے مبرا خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ ائمہ مجتہدین سے خطا کا بھی احتمال بلکہ بعض ائمہ کرام نے اپنے اقوال سے رجوع بھی کیا ہے۔ ایمان ابوطالب ص ۱۵۴۔ ہم تابش قصوری سے پوچھتے ہیں کہ ابوطالب پر کفر کا فتویٰ جنہوں نے لگایا ہے وہ حق بجانب ہیں کیونکہ انہوں نے آیات قرآنیہ پر عمل کیا ہے اور

جن ائمہ نے کفر ابو طالب سے رجوع کیا' ان کا نام پتہ کتاب معتبر کا حوالہ ندارد۔ معلوم ہوا کہ نقل کردہ عبارت قصوری کی خود ساختہ ہے جو تمام امت مسلمہ کے صریح خلاف ہے۔ آپ کے نزدیک ابو طالب مسلمان تھے تو کافر کہنے والے آپ کے نزدیک کس زمرے میں داخل ہوئے۔ نص قرآنی کے مقابل کسی کے قول کی کوئی حجت نہیں' وہ قول باطل قرار دیا جائے گا۔ اجماع قطعی ہو یا اجماع سکوتی ہو اس کے خلاف قول ضعیف باطل ہے۔ ایمان ابی طالب کا عقیدہ صرف روافض کا ہے۔ اہل سنت کا نہیں' اسی طرح روح المعانی سے ہم نے معروف مذہب اہل سنت کا ثابت کیا میں نہ مانوں کا کوئی علاج نہیں۔ نقل کے آگے عقل کی بات حجت نہیں ہے۔ ہم پھر اس اجہل انسان سے پوچھتے ہیں کہ ہم نے نص قرآنی سے ابو طالب کا کلمہ نہ پڑھنا ثابت کیا ہے۔ قصوری کو چاہئے کہ وہ ابو طالب کے ایمان کے بارے میں نص قرآنی پیش کرے۔ ''فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا'' وقت کی طوالت کے پیش نظر ہم خاتم المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ اور عقیدہ نقل کرتے ہیں۔ عبارت یوں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں میں سے بجز حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کوئی مسلمان نہ ہوا۔ ابو طالب و ابولہب نے زمانہ اسلام پایا' اسلام کی توفیق نہ پائی جمہور علماء کا مذہب یہی ہے۔ (مدارج النبوۃ اُردو ج ۲ ص ۸۴۲)

صاحب ہدایہ جو کہ اہل سنت و جماعت کی فقہ کی معتبر کتاب ہے اس کا حوالہ پڑھئے۔

ترك عليًا و جعفر مسلمين و عقيلا و طالبًا كافرين ۔ (فتح القدیر مع الکفایہ ج ۵ ص ۲۵۵) ابو طالب نے اپنے پیچھے مولا علی اور جعفر کو چھوڑا وہ دونوں مسلمان تھے۔ عقیل اور طالب دونوں کافر۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، عبارت یوں ہے:

ولهذا اطبقوا علی کفر ابی طالب ۔(ردالمختار علی درالمختار ج۳ ص۳۱۰)

ابوطالب کے کفر پر ائمہ کرام کا اتفاق ہے۔

حدیث صحیح مندرجہ ذیل ہے۔حدثنا محمد بن یحیٰی قال ثنا وھب بن جریر قال ثنا شعبة عن ابی اسحاق عن ناجیة بن کعب عن علی رضی اللہ عنہ قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان عمك قدمات قال اذھب فواره قلت انه مات شرکا قال اذھب فواره فواریته ثم اتیت قال اذھب فاغتسل ۔المنتقی لابن الجارود حدیث ۵۵۰ المتوفی ۳۰۷ھ

امام ابن حجر صاحب فتح الباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حدیث سعید بن المسیب عن ابیه انه اخبر لما حضرت ابا طالب الوفاة نزلت "مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا" التوبة (فتح الباری ج۸ ص۳۴۱، ج۸، ص۵۰۶، ج۸ ص۵۰۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے متعلق یوں فرماتے ہیں:

والمراد تخفیف العذاب عنه کما جاء مبینا فی حدیث آخر فان الشفاعة لابی طالب فی تخفیف العذاب

(فتح الباری شرح بخاری ج۳ ص۳۱۰ طبع بیروت)

محی السنۃ علاء الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زیر آیت ان الذین کفروا (البقرة)

کفر کی چار اقسام لکھ کر فرماتے ہیں: انھم لایومنون کابی جھل و ابوطالب ۔(تفسیر الخازن علی المدارک ج۱ ص۲۵، لایدین به ککفر امیة بن ابی الصلت و ابی طالب ۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ وصاحب مدارک نے بھی یہی لکھا ہے کہ ابوطالب کی

موت اسلام پر نہیں ہوئی۔ (رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۳۳) ابو طالب کی تصدیق سرکار کا دین تمام دینوں سے بہتر ہے' کا جواب امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جیسے ابو طالب کا کفریہ شعر کہے واللہ میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تمام جہان کے دینوں سے بہتر ہے اگر ملامت یا طعنے سے بچنا نہ ہوتا تو تو مجھے دیکھتا کہ میں کسی اہل دلی کے ساتھ صاف صاف اس دین کو قبول کر لیتا۔ (رسائل رضویہ ج ۳ ص ۴۳۴)، امام ابن حجر قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ دس چچوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں **اسلموا کلهم الا طالبا فمات کافرا والصحیح ان اباطالب وذکر جمع الرافضة انه مات مسلما و تمسکوا باشعار و اخبار واهیة**

(زرقانی شرح مواہب ج ۴ ص ۴۶۴، باب ذکر اعمامہ ج ۴ ص ۴۶۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام چچاؤں نے اسلام قبول کیا مگر ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی اور یہی عقیدہ صحیح ہے اور تمام رافضیوں نے کہا ہے کہ ابو طالب مسلمان مرا اور اشعار واخبار واہیہ سے استدلال پکڑا' قصائد و اشعار اور تصدیق دین سے ایمان نہیں ثابت ہوتا۔ امام ابن حجر قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ ابو طالب کے اسلام کا عقیدہ روافض کا خود ساختہ ہے۔ اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ ابو طالب نے مرتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصرار کے باوجود کلمہ پڑھنے سے انکار کیا۔ تمام حدیث کی کتب میں لفظ ابیٰ مذکور ہے جو کہ اسلام کی نفی پر دال ہے۔ اعتبار خاتمہ کا ہے۔ "**انما الاعمال بالخواتیم**" جب ابو طالب کا مرنا کفر پر ثابت ہے۔ اس پر قرآن وحدیث دال ہیں۔ باقی قصے سنانا بے اصل ہیں۔ امام قسطلانی فرماتے ہیں۔ **قد کان ابو طالب یحوطه صلی الله تعالی علیه وسلم وینصره و یحبه حبا طبعیا لاشرعیا فسق القدفیه واستهر علی کفره**

وللہ الحجة السامية ۔ (ارشاد الساری)۔یعنی ابوطالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت وحمایت سب کچھ کی' طبعی محبت بہت کچھ رکھی مگر شرعی محبت نہ تھی' آخر تقدیر الٰہی غالب آئی اور معاذ اللہ کفر پر وفات پائی اور اللہ ہی کے لئے حجت بلند ہے۔

(رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۴۷)

ابوطالب کے عذاب کے متعلق محدث دیلمی یوں فرماتے ہیں:

ابن عباس اھون اھل النار عذابا ابو طالب وھو منتعل بنعلین من نار تغلی منھما دماغه (مسند الفردوس دیلمی ص ۳۷۰ حدیث ۱۴۹۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابوطالب کو عذاب جہنم ہو رہا ہے اور اس نے آگ کے جوڑے پہنے ہوئے جس سے اس کا دماغ ابل رہا ہے۔ اس حدیث پاک سے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ ثابت ہوا کہ ابوطالب مسلمان نہیں' دو واسطوں سے استاد ہیں۔ علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ عبارت یوں ہے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ ابوطالب نے بنو عبدالمطلب کو طلب کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور حمایت کی وصیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر حالت صحت ہوئی تو میں آپ کی بات ضرور تسلیم کر لیتا لیکن اب مجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا' لوگ کہیں گے کہ موت کے ڈر سے مسلمان ہو گیا' جب آپ ابوطالب کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو مجلس سے اٹھ آئے اور قسم کھائی کہ جب تک مجھے ممانعت نہ ہوگی برابر آپ کے لئے استغفار کرتا رہوں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لیکن جب ابوطالب کی وفات ہو گئی' میں نے آپ کو اطلاع کی۔ ان عمك الشيخ الضال قدمات ۔ آپ کا گمراہ بوڑھا چچا مر گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا: جاؤ ان کو غسل دو اور کفناؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا وہ تو مشرک مرے ہیں۔ فرمایا جاؤ میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دے گا۔ (روضۃ

الاحباب اُردو ص ۶۶) صحیحین میں ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کی ہر قسم کی حمایت کی اور قریش کا غصہ مول لیا آپ نے فرمایا: وہ بزم قسم کی آگ میں ہیں۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نیچے کے طبقہ میں ہوتے اور یہ بھی صحیح سند سے ثابت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: **اهون الناس عذابا یوم القیامة ابو طالب له شرا کان من نار یغلی دماغه** (رواہ البخاری) کہتے ہیں کہ ابو طالب کی عمر اسی سال سے کچھ زیادہ ہوئی وفات ابو طالب کے بارے میں جو احادیث مروی ہیں' ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت مبارکہ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ان کے بارے میں نازل ہوئی۔ (روضۃ الاحباب ص ۶۷) اس حدیث کو ابوداؤد و نسائی نے نقل کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جمہور امت کے ساتھ ہیں ابو طالب کا انتقال کفر پر ہوا۔ کتب سیرت میں موجود ہے کہ حمایت تو ابولہب نے بھی کی' منشاء تابش ابولہب کو بھی نعوذ باللہ رضی اللہ لکھ دیں۔ عقل ہوتی تو رافضی نہ بنتا۔ بخاری شریف میں حدیث ہے آپ کے میلاد کی خوشی کرنے سے تو ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہوگئی۔ (سیرت خیر العباد ج ۱ ص ۳۶۶)

مذکورۃ الصدر حدیث کو بہت سارے محدثین کرام علیہم الرضوان سے صحیح سند سے نقل کیا ہے۔ **عن ابی سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ عنہما**

(صحیح ابن حبان ج ۲ ص ۱۶۴ طبع بیروت)

یہ حدیث نقل کر کے آگے یوں لکھتے ہیں کہ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ دونوں آیات مبارکہ ابو طالب کے حق میں نازل ہوئیں۔

سند الفقہاء امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **ان عمك الشیخ الضال الحدیث** پوری سند سے عن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ (طبقات ابن

سعد کتاب الصلوٰۃ ج، ص ۲۸۱، وایضاً مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۱۴۳، مسند امام احمد ص ۱۰۳، ص ۱۲۹، سنن البیہقی ص ۳۰۴ جلد ا ابوداؤد باب الغسل علی المیت، نصب الرایۃ لاحادیث الہدایہ ج ۲ ص ۲۸۰ طبع پاکستان علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ پڑھئے' عبارت مندرجہ ذیل ہے:

المراد ابوطالب واسمه عبد مناف و حنوته على النبى صلى الله تعالى عليه وسلم و محبة له امر شهور فى السير و كان يعظمه ويعرف نبوته ولكن لم لوفقه الله للسلام وفى الامتناع ان فيه حكمة خفية من الله لانه عظيم قريش لايمكن احدمنهم ان يتعدى على ما فى جواره فكان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فى بدعامره فى كنف حماية يذبهم عنه ماتقله بعضهم من ان الله احياء له صلى الله تعالى عليه وسلم فامن به كابويه واظنه من افتراء الشيعة

(نسیم الریاض شرح شفاج ۱ ص ۲۱۰، طبع بیروت)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوطالب کی حمایت و محبت مشہور ہے اور تعظیم و معرفت نبوت معلوم مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمان ہونے کی توفیق نہ دی اور کتاب الامتناع میں فرمایا: ابوطالب کے مسلمان نہ ہونے میں اللہ تعالیٰ کی ایک باریک حکمت ہے۔ وہ سردار قریش تھے' کوئی ان کی پناہ پر تعدی نہ کرسکتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں ان کی حمایت میں تھے' وہ مخالفوں کو حضور سے دفع کرتے تھے' خود ایک شعر میں کہا: خدا کی قسم! تمام قریش اکٹھے ہو جائیں تو حضور تک نہ پہنچ سکیں گے جب تک میں خاک میں دبا کر لٹا نہ دیا جاؤں' تو اگر وہ اسلام لے آتے قریش کے نزدیک ان کی پناہ کوئی چیز نہ رہتی' آخر ان کے انتقال پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت فرمائی ہوئی۔

بعض لوگوں نے نقل کیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کو زندہ کیا وہ ایمان

لائے اور یہ بات شیعوں کی خود ساختہ بہتان ہے۔اصابہ فی تمیز صحابہ کی عبارت پیش خدمت ہے۔

یعنی ابو طالب کے اشعار کا جواب یوں ہے۔محدثین کا مذہب دیکھئے۔

اما شهادة ابی طالب بتصديق النبی صلی الله تعالی عليه وسلم فالجواب عنه و عماورد من شعر ابی طالب فی ذلك انه نظير ما حكی الله تعالی عن كفار قريش و جحدوبها و ستيقنها انفسهم ظلما وعلوا فكان كفرهم عناد او منشوه من الانفة والكبر والی ذلك اشار ابو طالب بقوله لولا ان تعيرنی قريش ۔ (اصابہ ص ترجمہ) یعنی ابو طالب کے ان اشعار وغیرہا کا جواب یہ ہے کہ وہ اسی قبیل سے ہے جو قرآن عظیم نے کفار کا حال بیان فرمایا کہ براہ ظلم وتکبر منکر ہوتے اور دل میں خوب یقین رکھتے' تو یہ کفر عناد ہوا ان کی منشاء تکبر اور اپنے نزدیک بڑی ناک والا ہونا ہے۔خود ابو طالب نے اس یک طرف اشارہ کیا کہ اگر قریش کی طعنہ زنی کا خیال نہ ہوتا تو اسلام لے آتا (رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۵۱) اب ابو طالب کے مرتے وقت وصیت کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں۔

منقول ہے **حكی عن هشام بن السائب الكلبی او ابيه قال لما حضرت ابا طالب الوفاة جمع اليه وجوه قريش** ۔ہشام بن سائب کلبی کوفی یا اس کے باپ کلبی سے حکایت کی گئی کہ ابو طالب نے مرتے وقت سرداران قریش کو جمع کر کے وصیت کی۔یہ دونوں باپ بیٹا رافضی شیعہ ہیں۔عندالمحدثین مطعون ہیں۔ (میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۰۴، امام بخاری) امام یحیٰی بن معین امام عبدالرحمٰن بن مہدی نے متروک کہا۔امام سفیان فرماتے ہیں مجھ سے کلبی نے کہا جتنی حدیثیں میں نے آپ کے سامنے ابو صالح سے روایت کی ہیں' وہ سب جھوٹ ہیں۔اسماء الرجال کی کتب میں دونوں باپ بیٹا کو کذاب لکھا ہے۔ہم منشاء قصوری سے پوچھتے ہیں کہ اہل حق کے

سامنے جھوٹی روایات پیش کرنے سے کیا فائدہ' جھوٹے پر تو خدا کی لعنت ہے۔ جس پر خدا لعنت بھیجے وہ حق پر نہیں ہو سکتا' اپنی آخرت کی فکر کریں' تحریراً جھوٹ بولنا چھوڑ دیں' ہمیشہ سچائی کام دیتی ہے۔

قطب ربانی سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ، عبارت پڑھئے۔

لما اختضر ابو طالب ودنا ان يخرج من الدنيا جاءه الرسول صلى الله عليه وسلم تهما بايمانه و توحيده فقال له قل يا عم مرة لا اله الا الله احاج لك عند ربي و اخرجك بها عن زمرة المشركين قال يا ابن اخي والله اني علمت انك لصادق في جميع ما جئت به لكن اكره ان يقال جزع ابو طالب عند الموت (تفسیر الجیلانی سورۃ القصص ۵۶ پ۲۰، ج۳ ص۷۵۴ طبع پاکستان) ترجمہ: ابو طالب جس وقت موت کے قریب ہوئے تو ان کے پاس رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوئے' ایمان اور توحید سے ابو طالب متھم تھا' تو آپ نے اس کو فرمایا: تو کہہ میرے چچا تو ایک مرتبہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ دے' میں آپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھگڑوں گا اور میں تجھ کو مشرکین کے گروہ سے نکالوں گا۔ ابو طالب نے کہا: اے میرے بھتیجے! اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں بے شک آپ ضرور سچے ہیں اس تمام جو آپ لائے مگر میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں کہوں یعنی کلمہ پڑھوں موت سے گھبرا کر، اس روایت پر جرح کی جائے تو دفتر درکار ہے۔ روایت میں لفظ قل امر ہے اور زمرۃ المشرکین آگے یا ابن اخی کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں کہا آگے جملہ لصادق ہے۔ ان محمدا لصادق تو ابو جہل بھی کہتا تھا کیا وہ مسلمان ہوا عند الموت کا جملہ صاف بتا رہا ہے کہ ابو طالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کو نہیں مانا اکرہ کا جملہ میں نہیں پڑھتا پر دال ہے۔ جب قل صیغہ امر کا انکار کیا تو اسلام چہ معنی دارد۔

آگے نقل ہے: انزل سبحانه هذه الاية تاديبا لحبيبه صلى الله عليه وسلم و ردعا عن طلب شيء لا يعرف حصوله (من احببت) واردت ايمانه ۔ جناب غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھی ایمان ابوطالب کے قائل ثابت نہ ہوئے۔ سرکار غوث پاک کی کسی کتاب سے "اسلم ابو طالب" دکھادیں، منہ مانگا انعام حاصل کریں۔ چند حوالہ جات پڑھئے۔ ارشاد الساری باب نزول مکۃ، بنایہ شرح ہدایہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ، باب صلاۃ الجنائز مغنی المحتاج، شرح ابوداؤد باب الرجل يموت قرابة له مشرك، البدایہ لابن کثیر ذکر اعمام النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ بجیرمی طامات ابوطالب) الضال دليل على موته كافرًا۔

ابن قیم جوزی المتوفی ۷۵۱ھ لکھتا ہے: وكان عقيل ورث ابا طالب ولم يرث على لتقدم اسلامه على موت ابيه، (زاد المعاد عربی ج ا ص ۹۳۵ طبع پاکستان)، عقیل ابوطالب کا وارث ہوا اور مولا علی رضی اللہ عنہ وارث نہ ہوئے۔ اس لئے علی رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے پہلے اسلام لائے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مذکورہ حدیث کی مکمل نقل کر کے آگے لکھا ہے۔ "مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا– وَاِنَّكَ لَاتَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ" یہ دونوں آیات ابوطالب کے حق میں نازل ہوئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان لاستغفرن لك مالم انه عنك (کتاب الاسماء والصفات ص ۱۲۳ طبع بیروت) امام علی متقی ہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: من قال الكلمة التى راوت عمى عليها فردها جس آدمی نے وہ کلمہ کہا جو میں نے بار بار اپنے چچا پر پیش کیا تو انہوں نے مجھے لوٹا دیا۔ (کنز العمال اُردو ج ا ص ۶۷)

۱۴۰۶ عن ابى بكر قال قلت يا رسول الله مانجاه هذا الامر قال من قبل الكلمة التى عرضتها على عمى فردها فهى له نجاة

(کنز العمال اُردو ج ا ص ۳۱۴)

حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس معاملے کی نجات کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا: وہ کلمہ جو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا' اس نے انکار کر دیا۔ جس آدمی نے وہ کلمہ مجھ سے قبول کیا تو اس کے لئے نجات ہے۔

صفی الرحمٰن مبارک پوری لکھتا ہے۔ رجب ۱۰ھ میں ابوطالب کی وفات ہوئی سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات صرف تین دن پہلے ماہ رمضان میں ہوئی۔ صحیح بخاری میں حضرت میسّب سے مروی ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں ابوجہل بھی موجود تھا' آپ نے فرمایا: چچا جان آپ لا الٰہ الا اللہ کہہ دو' بس ایک کلمہ جس کے ذریعے میں اللہ کے پاس آپ کے لئے حجت پیش کر سکوں گا۔ ابوجہل عبداللہ بن امیہ نے کہا: ابوطالب کیا عبدالمطلب کی ملت سے رخ پھیر لو گے۔ پھر یہ دونوں ان سے بات کرتے رہے یہاں تک کہ آخری بات جو ابوطالب نے لوگوں سے کہی تھی کہ عبدالمطلب کی ملت پر۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جب تک روکا نہ جاؤں گا آپ کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہوں گا' اس پر یہ آیت نازل ہوئی: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانَ اُولِيْ قُرْبٰى الایہ ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کے لئے درست نہیں کہ مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کریں' اگرچہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں' جب کہ ان پر واضح ہو چکا ہے کہ وہ لوگ جہنمی ہیں اور یہ آیت نازل ہوئی: ''اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ '' آپ جسے پسند کریں ہدایت نہیں دے سکتے۔ صحیح بخاری میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا آپ اپنے چچا کے کام آ سکے کیونکہ وہ

آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے لئے دوسروں پر بگڑتے اور ان سے لڑائی لیتے تھے۔ آپ نے فرمایا: وہ جہنم کی ایک چھچھلی میں ہیں اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے گہرے گڑھے میں ہوتے۔ بخاری شریف عربی ج ۱ ص ۵۴۸ باب قصۃ ابی طالب۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے چچا کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا: ممکن ہے قیامت کے دن انہیں میری شفاعت فائدہ پہنچا دے اور انہیں جہنم کی ایک گہری جگہ میں رکھ دیا جائے کہ آگ صرف ان کے دونوں ٹخنوں تک پہنچ سکے۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۴۸)

ابو طالب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا صلہ جو ملا وہ ملاحظہ فرمائیں، عبارت یوں ہے: (والدرک) **وفیہ تصریح بتفاوت عذاب اھل النار فان قلت اعمال الکفر ھباء منشورا لا فائدة فیھا قلت ھذا النفع ھو من برکة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخصائصہ**

(کرمانی شرح بخاری جز ۱۵ ص ۷ طبع بیروت حدیث ۳۶۶۳)

(الدرک) میں صاف ظاہر ہے کہ اہل نار کے عذاب میں فرق ہے اگر تو کہے اعمال کفر سے عمل نیک **ھباءً منشورا** ہوتے ہیں اس میں کوئی فائدہ نہیں، تو میں کہتا ہوں، یہ اس کو نفع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہے اور آپ کے خصائص میں شامل ہے۔

حوالہ تفسیر کبیر کا عبارت یوں ہے: **ھذة الایة فی ظاھرھا علی کفر ابی طالب ثم قال الزجاج اجمع المسلمون علی انھا نزلت فی ابی طالب** ۔ (تفسیر کبیر) منشاء تابش کو اتنا بھی شعور نہیں کہ متکلم کلام کرنے کے بعد اپنے کلام کے خلاف خود ہی لکھ دے تو وہ بات ماقبل والی حجت ہی نہیں رہتی، عقل ہوتی تو رافضی

نہ بنتے۔ لیجئے تابش قصوری کی کذب بیانی کا پول ہم کھولتے ہیں۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اشهدلك بها عند الله تعالٰى قال يا ابن اخى قد علمت انك صادق ولكنى اكره (تفسیر کبیر ج ٦ ص ٦١٨) میں تیرے لئے اللہ تعالٰی کے ہاں گواہی دوں گا تو کلمہ پڑھ لے' تو ابو طالب نے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! بے شک میں جانتا ہوں کہ تو سچا ہے لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ یہ موت سے ڈر گیا۔ ہم نے عبارت اختصار کے ساتھ نقل کی ہے۔ اس روایت میں اکرہُ کا جملہ قصوری کو منہ چڑا رہا ہے۔ ابو طالب نے کلمہ پڑھا نہیں تو اسلام چہ معنی دارد مفسر قرآن مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ پڑھئے۔ عبارت یوں ہے: زیر آیت فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ (پ البقرہ آیت نمبر ٨٦) کے تحت لکھتے ہیں

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کے سرداروں کا عذاب کبھی ہلکا نہ ہوگا اگر چہ بعض ماتحت کفار کا عذاب کسی وجہ سے ہلکا ہو جائے۔ جیسے ابو طالب کا عذاب اس لئے ہلکا ہے کہ انہوں نے حضور کی خدمت کی۔ نور العرفان حاشیۃ القرآن ص ٢٠

مفتی صاحب کی نقل کردہ عبارت سے ثابت ہو گیا کہ ابو طالب کافر ہے۔ تابش کی نقل کردہ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ الاية کا ترجمہ جواب ہم قرآن کریم کی آیت مبارکہ سے نقل کرتے ہیں: وَقَدِمْنَا اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (پ ١٩ الفرقان آیت نمبر ٢٣ حاشیہ نمبر ٩ پر لکھتے ہیں۔ بعض کفار کی بعض نیکیوں کی وجہ سے عذاب ہلکا ضرور ہوگا جیسے ابو طالب حضور کی خدمت کی وجہ سے جہنم سے باہر معذب ہوں گے۔ مذکور عبارت میں حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نے ابو طالب کو کفار میں شمار کیا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فیصلہ پڑھئے، مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا برائے شرک آرندگان و گفتہ اند پیغمبر با بو طالب در مرض موت تفسیر حسینی فارسی ترجمہ ص

۴۳۵ آگے لکھتے ہیں زیر آیت: اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ (القصص آیت نمبر ۵۶ تفسیر حسینی فارسی ص ۸۷۶) آورندہ اند کہ آنحضرت بر ایمان عم خود ابو طالب بغایت حریص بود بوقت وفات حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ابو طالب وابولہب یکساں نہیں۔ (تفسیر نعیمی پارہ ۱۰ توبہ ص ۵۲۳، پ ۱۰ ص ۴۱۳) یہی کافر کی امداد ہے۔ کما ذکر ابو طالب (البقرہ آیت ۸۶ تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۴۹۶، مغنی المحتاج باب الصلوۃ الجنائز ج ۲ ص ۱۴۸، حاشیہ بجیرمی لساءات ابو طالب یغسل ویکفن) شارح آگے لکھتا ہے: الضال دلیل علی موتہ کافرا۔ (بجیرمی ج ۱ ص ۴۷۵، الدرایہ ان عمك الشیخ کافر (ص ۲۳۶، البدایہ والنہایہ لابن کثیر جز ۱۰ ص ۹۱، فتح الباری) ان ابا طالب کافر۔

(زاد المعاد ابن قیم ج ۱ ص ۷۰، مغنی المحتاج حدیث موت ابو طالب ج ۱ ص ۳۵۹)

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عن علی رضی اللہ عنہ قال لما توفی ابو طالب اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلتُ ان عمّك الشیخ قدمات۔ (مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۳ وایضا) عن علی رضی اللہ عنہ انہ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان ابا طالب مات فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذھب فوارہ فقال انہ مات شرکا فقال اذھب فوارہ (مسند احمد ج ۱ ص ۹۷) ترجمہ: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے عرض کیا بے شک ابو طالب فوت ہو گیا ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مولا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا' تو جا کر اسے دبا دے۔ تو مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی بے شک وہ مشرک فوت ہوا تو آپ نے فرمایا تو جا اسے دبا دے۔ خط کشیدہ عبارت میں اِنّ حرف تحقیق ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ابو طالب کے مشرک ہونے میں شک نہیں اور مَاتَ مُشْرِکًا کا جملہ صاف اس پر دلالت کرتا ہے۔ ابو طالب کے متعلق وہی عقیدہ ہے جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور

امت مسلمہ کا ہے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی ہم جیسا ہے کہ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی۔ تابش قصوری اپنی تحقیق کو اعلیٰ حضرت سے بالاتر سمجھتا ہے۔

محدث ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **عن علی قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ان عمك الشیخ الضال مات قال اذهب فواره الوفا** (ج ۱ ص ۲۰۸ حدیث) **عن محمد بن کعب القرظی قال بلغنی انه اشتکی ابو طالب شکواه الذی قبض فیه قالت قریش یا ابا طالب ارسل الی ابن اخیك فیرسل الیك من هذه الجنة یذکر بشیء ویکون لك شفاء قال فخرج الرسول حتی وجد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و ابوبکر معه جالس فقال یا محمد عمك یقول لك یا ابن اخی انی کبیر ضعیف سقیم فارسل الی من جنتك هذه التی تذکر من طعامها و شرابها بشیء یکون لی فیه شفاء قال ابوبکر ان اللہ حرمها علی الکافرین** ۔ (الوفا ص ۲۰۹) پر اکثر احادیث ابو طالب کے کفر کے متعلق مذکور ہیں۔

ترجمہ: محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ جب ابو طالب مرض وفات میں مبتلا ہوئے تو قریش عیادت کے لئے آئے اور مزاج پرسی کے بعد کہا آپ اپنے برادرزادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیے کہ وہ جنت سے آپ کے لئے طعام دینے کی چیزیں منگائیں، تاکہ آپ صحت یاب ہو جائیں، ابو طالب نے آپ کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ جا کر کہے، فرستادہ نے جا کر کہا اور آپ نے اس پر سکوت اختیار کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے فرمایا کافروں پر جنت کا طعام و شراب حرام ہے۔ پورا متن روضۃ الاحباب مترجم ص ۶۵ پر نقل ہے۔
مذکورہ روایت سے واضح ہو گیا کہ افضل الصحابہ خلیفہ اول یار غار سیّدنا ابوبکر الصدیق

رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ ابو طالب مسلمان نہیں)

بایں الفاظ متقاربہ عن ابی صالح قال لما ابو طالب، تفسیر ابن کثیر عربی ص۲۱۹ اعراف آیت نمبر ۵۰ پ۹ زیر آیت اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَھُمَا عَلَى الْكَافِرِيْنَ ۔

تفسیر الدار المنثور عربی ج۳ ص۹ زیر آیت: اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَھُمَا عَلَى الْكَافِرِيْنَ ۔ عن ابی صالح لما مرض ابوطالب و عن سعید بن المسیب و مات فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لا ستغفرن لك مالم انه عنك ۔ (الوفا محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ج۱ ص۲۰۷ طبع پاکستان، بایں الفاظ متقاربہ، الاستیعاب ج۱ ص۱۳، دلائل النبوۃ ج۲ ص۳۴۳، عن سعید وھو کافر سیرۃ ابن کثیر ص۲۱۷، فصل فی وفاۃ ابی طالب طبع بیروت، سبل السلام ج۱ ص۱۷۰، سنن الکبریٰ نسائی ج۱۰ ص۲۱۰، السیر النبلا، ج۱ ص۱۸۹، مختصر تاریخ دمشق جز۲۹ ص۳۱، معرفۃ الاصحاب لابن نعیم ج۵ ص۲۵۹۸، المنتظم ابن جوزی ج۸ ص۳، منہاج السنۃ ج۴ ص۳۵۴، اقتضاء الصراط لابن تیمیہ ص۱۸۲، مجموع الفتاویٰ ج۱۵ ص۱۹۲، المحلی بالآثار ابن حزم ج۱۱ ص۲۱۰، الاحکام الکبریٰ ابن الخیرات ج۲ ص۳۸۴، صحیح وضعیف البانی ج۵ ص۱۷۹، ہذا حدیث صحیح جمع الجوامع للسیوطی جز۲۲ ص۴۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ ج۸ ص۱۰۲ اوجلد سوم)

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ والی حدیث ابوطالب کے متعلق احمد بن عبداللہ طبری فرماتے ہیں ۔۳۲ اوعن محمد بن کعب القرظی قال بلغنی انه لما اشتكى ابو طالب شكواه التى قبض فيها قالت قريش ارسل الى ابن اخيك يرسل اليك من هذة الجنة التى ذكرها ما يكون لك شفاء فخرج رسول حتى وجد رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابوبكر جالس معه فقال يا محمد ان عمك يقول لك كبير ضعيف سقيم فارسل الى من جنتك هذه التى تذكر من طعامها و شرابها شيئا يكون لى فيه شفاء فقال ابوبكر اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَھُمَا عَلَى الْكَافِرِيْنَ ۔ (الریاض النضرۃ

ص ۱۳۷، الفصل التاسع فی خصائصہ، طبع بیروت) ترجمہ ہم اس حدیث کا قبل کر آئے ہیں۔

شرح المطالب فی مبحث ابی طالب رسالہ اعلیٰ حضرت پر علمائے حق اہل سنت و جماعت کی تصدیقات نقل ہیں۔

(۱) اختر شاہجہان پوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۷۵ء

(۲) سیّد ابوالبرکات سیّد احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی حزب الاحناف

(۳) عبدالمصطفیٰ ازہری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کراچی۔

(۴) شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

(۵) حاجی ابوداؤد محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ

(۶) مفسر قرآن و شیخ الحدیث محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ بہاولپور

اویسی صاحب نے کشف المحجوب کا فارسی حوالہ دیا کہ ابوطالب نے کلمہ نہیں پڑھا۔ (رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۸۱)

(۷) محمد مختار احمد دارالعلوم قادریہ رضویہ لائل پور

(۸) محمد ولی النبی رحمۃ اللہ علیہ

(۹) شیخ الحدیث ابوسعید محمد امین رحمۃ اللہ علیہ لائل پور

(۱۰) الفقیر محمد احسان الحق قادری رضوی لائل پور

(۱۱) شیخ الجامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور مفتی محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامعہ نعیمیہ لاہور

(۱۳) مفتی گل احمد خان عتیقی صاحب

(۱۴) پاسبان مسلک رضا مفتی محمد عنایت اللہ سانگلہ ہل

(۱۵) مولانا محمد شمس الزماں خادم غوث العلوم سمن آباد لاہور

(۱۶) استاد العلماء والمدرسین شیخ الحدیث سیّد جلال الدین بھکھی شریف گجرات

(۱۷) سیّد محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ اس رسالہ پر جید اولیائے کرام علیہم الرضوان کی تصدیقات ہیں۔ ہم تابش قصوری سے پوچھتے ہیں کہ جن علماء حق کی تصدیقات رسالہ پر ہیں وہ بھی ابوطالب کو سبّ کرتے' تو مولا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جملہ شیخ الضال بھی سب پر دال ہے۔ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا کی شان رکھنے والے صحابی واہل بیت کا عقیدہ ہے کہ ابوطالب کا انتقال کفر پر ہوا جناب آپ کے نزدیک مولا علی رضی اللہ عنہ کس زمرے میں داخل ہوئے۔ عقل ہوتی تو رافضی نہ بنتے۔ یہ گواہی گھر کی ہے۔

بجاہ سیّد المرسلین ۲۰۱۸۔۷۔۱۷ ابروز بدھ

الشیخ اسعد محمد سعید الصاغرجی کا عقیدہ پڑھئے عبارت یوں ہے:

اقول صح فی ابی طالب انه من اهل النار ۔ وله اهون اهل النار عذابا لنصرته رسول الله صلی الله علیه وسلم و دفاعه محمد رسول الله (ج ا ص ۱۲۳)

روی مسلم فی صحیحه عن العباس بن عبدالمطلب انه قال یا رسول الله هل نفعت ابا طالب بشیء فانه کان یحوطك و یغضب لك قال نعم هو فی ضحضاح من نار ولو انا لکان فی للدرك الاسفل من النار مسلم شریف ص ۱۹۵ و ایضًا و روی عن ابی سعید الخدری ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان ادنی اهل النار عذابا ینتعل بنعلین من نار یغلی دماغه من حرارة نعلیه (مسلم شریف ص ۱۹۴)

فاذا کان ابو طالب اهون و ادنی اهل النار عذابا وقد بلغة الدعوة وعاش اکثر من عشرسین فی ظل الدعوة و دعاه رسول الله صلی الله علیه وسلم لیقول کلمة التوحید حین لفظ آخر انفاسه فعلم یفعل ۔

محمد رسول الله (ج ا ص ۱۲۳)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ صحیح مذہب یہ ہے کہ ابو طالب اہل نار سے ہے اور اس پر عذاب کی تخفیف ہوگی۔ اس لئے کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد اور دفاع بھی کیا تھا۔

مسلم شریف میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ابو طالب کو کوئی آپ سے فائدہ ہوگا؟ اس نے آپ کی مدد کی اور آپ کی خاطر لوگوں سے غصے ہوا تو آپ نے فرمایا: ہاں! وہ جہنم کے طبقے میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے نچلے درجے میں ہوتا۔ مذکورہ حدیث مبارکہ حدیث مرفوع ہے، سنداً صحیح ہے، صحیح حدیث کے مقابل کسی کا قول معتبر نہیں ہوتا بلکہ باطل ہوتا ہے، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی۔

ابو طالب اہل نار ہے، اس پر عذاب ہلکا ہوگا اور بے شک اس کو دعوت حق پہنچی اور وہ دعوت کے بعد کافی عرصہ زندہ رہا، اس پر کلمہ پیش کیا گیا لیکن اس نے کلمہ نہیں پڑھا: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا (توبہ آیت نمبر ۱۱۳) کا شان نزول پڑھیے۔

عن الزهری عن سعيد بن المسيب عن ابيه قال لما حضر ابا طالب الوفاة دخل عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنده ابو جهل وعبدالله بن ابى امية يا ابا طالب اترغب عن ملة عبدالمطلب فلم يزالا يكلمانه حتى قال آخر شىء كلمهم به على ملة عبدالمطلب فقال النبى صلى الله عليه وسلم لا ستغفرن لك مالم انه عنه فنزلت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ (جامع اسباب النزول (ص ۱۸۴) قرآن مجید کی آیات مبارکہ سے ثابت ہو گیا کہ ابو طالب نے باوجود دعوت کلمہ کے، کلمہ نہیں پڑھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوۃ سے تمام ادیان

منسوخ ہو گئے' اب مسلمان وہی ہے جو صدق دل اور زبان سے کلمہ "لا الــہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھے ورنہ مسلمان نہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان مندرجہ ذیل ہے۔عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی احد من ھذہ الامۃ یھودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار (مشکوٰۃ شریف عربی ص ۱۲ کتاب الایمان) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امت کا جو یہودی اور نصرانی میری رسالت کی آواز سنے اور وہ اس حالت میں مر جائے کہ وہ مجھ پر ایمان نہ لائے جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں یعنی قرآن تو وہ دوزخی ہے۔اس سے معلوم ہوا جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے وہ امت اجابت یعنی مسلمان ہے اور جنہوں نے آپ کی رسالت کو تسلیم نہیں کیا یعنی کلمہ نہیں پڑھا وہ امت دعوت اور دوزخی ہیں۔ ہم نے مسلم شریف کی روایت نقل کر کے ثابت کر دیا ہے کہ جب اقرار کلمہ نہ ہو اس وقت تک کسی قسم کی ہمدردی شریعت کے منافی ہے جو کہ ابو طالب نے کی۔

عن سعید والی حدیث متعدد کتب میں مرقوم ہے۔ مشکل الاثار، صحیح ابن حبان، معجم الکبیر، فتح الباری، مسند الشامین، مستدرک للحاکم، شرح السنۃ امام بغوی، شرح ابن بطال، مرقاۃ کتاب الایمان، البدایہ لابن کثیر عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

امام ابی بکر احمد بن علی رازی حنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۳۷۰ھ کا عقیدہ پیش خدمت ہے۔اھل السنت والجمـ ـت فمن خاف یکون دھریا و فلاسفیا، (شرح بدالامالی ص ۳۵۲)

دوسری جگہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں' عبارت یوں ہے:

قال الکافر و المنافق من اهل النار خالدا ابدا و المومن من اهل الجنة خالدا ابدا و لو کان عاصیا الا انه کان مطعیا او تابا یدخل الجنة بلا عذاب (شرح بدالامالی ص ۷۳)

فرمایا: کہ کافر اور منافق ہمیشہ دوزخی ہیں اور مومن ہمیشہ جنتی ہیں۔

اگر چہ گنہگار توبہ کرنے والا مطیع ہو بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہوگا۔

ابو طالب کو کسی بھی محدث نے صحابی نہیں مانا۔ اس لئے اس نے کلمہ نہیں پڑھا' وہ امت دعوت میں شمار ہوتا ہے۔

خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بھی یہی ہے

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ابو طالب نے جو کچھ ممکن تھا کیا لیکن چونکہ ان کی قسمت میں اسلام نہ تھا اس لئے اس نعمت سے محروم رہا۔ افضل الفوائد اُردو ص ۷۳۔

ایمان کی تعریف فقہاء کرام کی زبانی سنئے۔

قال ابو حنیفة فی الفقه الاکبر والایمان هو الاقرار والتصدیق تحقیقه ان الایمان مع الاسلام شیء واحد ۔

(فتاوی تمرتاشی ج ۲ ص ۳۶۷ طبع پاکستان)

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایمان اقرار تصدیق کو کہتے ہیں بے شک ایمان اور اسلام ایک ہی چیز ہے۔ شرح بدء الامالی کی عبارت سے واضح ہوگیا کہ جو مذہب اہل سنت و جماعت کا مخالف ہو' وہ دہریہ یا فلاسفی ہے۔ اس کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔

تابش قصوری کی بددیانتی ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ عبدالرحمٰن صفوری المتوفی ۹ ھ فرماتے ہیں۔ **کان له صلی الله علیه وسلم اثنا عشر عما ادرك الاسلام**

منهم اربعة ابو طالب مات كافرا و حمزة اسلم والعباس اسلم و ابولهب مات كافرا

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۴۹ عربی و اُردو ج ۲ ص ۴۶۷ طبع مصر باب مناقب حمزۃ رضی اللہ عنہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ چچا تھے۔ ان میں سے چار مسلمان ہوئے۔ ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی۔ حمزہ وعباس رضی اللہ عنہما اسلام لائے۔ لکھتا ہے کہ مرسل حدیث حجت نہیں ہوتی۔ اس جاہل انسان کو اتنا بھی شعور نہیں۔ امام علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **والمرسل حجة عند الجمهور اذا صح اسناده موضوعات الكبرى ص ۸۰** ا؎ وایضاً محدث یحییٰ بن معین فرماتے ہیں۔ **سمعت يحيى يقول مرسلات سعيد بن مسيب احسن من مرسلات الحسن،** (تاریخ یحییٰ بن معین ج ۱ ص ۱۵۴، اشعۃ اللمعات فارسی مقدمہ ج ۱ ص ۶)

ترجمہ: مرسل حدیث عندالجمہور حجت ہے۔ یحییٰ بن معین سے میں نے سنا کہ سعید بن میسب کی مرسلات امام حسن بصری سے زیادہ ہیں۔ علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ظفر الامانی ص ۳۴۸ **ولذا نص الشافعي على قبول مراسل سعيد بن المسيب** ۔ آگے لکھتے ہیں: **بل كل مرسل وجدت فيه الشروط فهو محتج به عند الشافعي** ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ مرسل حدیث حجت ہے جس کی اسناد صحیح ہوں۔ امام الفقہاء صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اذا مات الكافر وله ولى مسلم فانه يغسله ويكفنه ويدفنه بذلك امر علی فی حق ابيه ابی طالب

(ہدایہ اولین کتاب الجنائز فصل الصلوۃ علی المیت ج ۱ ص ۱۴۰ ہدایہ)

ترجمہ: جب کافر مر جائے تو اس کا ولی مسلمان ہو تو ولی اس کو غسل دے کفن

پہنائے اور دفن کردے یہ حکم علی رضی اللہ عنہ کو سرکار نے دیا۔ امام صاحب کی تصریح سے واضح ہو گیا کہ ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **اخبرنا عبیداللہ بن سعید قال حدثنا یحییٰ عن سفیان قال حدثنی ابو اسحاق عن ناجیة ابن کعب عن علی قال قلت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان عمك الضال قدمات فمن یواریه قال اذهب فوار اباك ولاتحدثن حدثا حتی تاتینی فواریته ثم جئت فامرنی فاغسلت ودعالی وذکر دعاء الم احفظ**

(نسائی شریف عربی ج ا ص ۲۸۳، باب موارۃ المشرک اُردو ج ا ص ۶۵۱)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کا بوڑھا گمراہ چچا مر گیا۔ اب کون اس کو دبائے گا۔ آپ نے فرمایا جا اور اپنے باپ کو دبا کر آ اور کوئی نئی بات نہ کر' جب تک میرے پاس لوٹ کر نہ آنا۔ میں گیا اور اس کو زمین میں دفن کر آیا پھر لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے مجھے حکم دیا غسل کرنے کا میں نے غسل کیا' آپ نے میرے لئے دعا فرمائی۔

امام ابو یوسف صالی شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: المتوفی ۹۴۲ھ

وروی الشیخان عن المسیب بن حزن رضی اللہ عنه قال لما حضرت ابا طالب الوفاة جاء رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فوجده عنده ابا جهل وعبداللہ بن المغیرة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا عم قل لا اله الا اللہ کلمة اشهد وفی لفظ احاج لك بها عند اللہ فقال ابوجهل و عبداللہ بن امیة یا ابا طالب اترغب عن ملة عبدالمطلب فلم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرضها علیه

يعودان لتلك المقالة حتى قال ابو طالب آخر ما كلمهم هُوَ على ملة عبدالمطلب و ابى ان يقول لا اله الا الله بعد ذلك مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ (التوبہ ۱۱۳، سبل الہدیٰ ج ۲ ص ۴۲۹ طبع بیروت) اس حدیث کا ترجمہ پیچھے ہم کر آئے ہیں۔ یہ حدیث بخاری ج ۲ ص ۱۹۹ پر ہے)

وايضاً عن العباس رضى الله عنه قال قلت يا رسول الله ان ابا طالب كان يحوطك وينصرك و يغضب لك فهل ينفعه ذلك قال نعم وجدته فى غمرات من النار فاخرجته الى ضحضاح منها ۔

(سبل الہدیٰ والرشاد ج ۲ ص ۴۳۰، بخاری شریف)

وايضًا و روى البخارى عن ابى سعيد رضى الله عنه انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول وذكر عنده عمه فقال لعلّه تنفعه شفاعتى يوم القيامة فيجعل فى ضحضاح من النار يبلغ كعبيه يغلى منه دماغه

رواه الشيخان و ابن اسحاق عن النعمان بن البشير رضى الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان اهون اهل النار عذابا يوم القيامة لرجل يوضع فى اخمص قدميه خمرة ۔

وروى مسلم عن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اهون اهل النار و عذابا ابو طالب وهو منتعل بنعلين و انه لاهونهم وهذه الاحاديث الصحيحة تبين بطلان ما نقل عن العباس انه قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم يا بن اخى لقد قال اخى الكلمة التى امرته ان يقول

وقال الحافظ لو كان ابو طالب قال كلمة التوحيد مانهى الله

تعالی نبیہ عن الاستغفار (سبل الھدیٰ ج ۲ ص ۴۳۱) مذکورہ حدیث کا ترجمہ ہم پیچھے نقل کر آئے ہیں۔

اور حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر کلمہ توحید ابوطالب نے کہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائے بخشش مانگنے سے منع کیوں کیا۔ ثابت ہوا کہ ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت پر حدیث صحیح دلالت کرتی ہے کہ ابوطالب نے کلمہ کہا نہیں۔ وروی عبدالرزاق والفریابی والحاکم صححہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالیٰ: وھم ینھون عنہ وینأون وان یھلکون الا انفسھم (انعام ۲۶)

نزلت فی ابی طالب (سبل الھدیٰ ج ۲ ص ۴۳۱)

ترجمہ: اور وہ اس سے روکتے اور اس سے دور بھاگتے ہیں اور ہلاک نہیں کرتے مگر اپنی جانیں اور انہیں شعور نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت حضور کے چچا ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی جو مشرکین کو تو حضور کی ایذا رسانی سے روکتے تھے اور خود ایمان لانے سے بچتے تھے۔

مترجم قرآن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ (کنزالایمان نمبر ۶۱ ص ۲۱۰)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اسی آیت کے متعلق فرماتے ہیں۔ زیر آیت ''وَھُمْ یَنْھَوْنَ عَنْہُ وَیَنْئَوْنَ عَنْہُ'' یمنعون عنہ ویتباعدون ویقال ھو ابو طالب کان ینھی الناس عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا یتابعہ

(تفسیر ابن عباس عربی ص ۱۳۰)

مفسر قرآن امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بعینہٖ نقل ہے۔ ص ۱۳۰ طبع بیروت

علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بھی یوں ہی فرماتے ہیں۔

(روح المعانی جز ۷ ص ۱۲۷ طبع پاکستان)

مفسر قرآن علامہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ ج ۲ ص ۰ تفسیر الخازن علی المدارک

مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

زیر آیت قال ابن عباس نزلت الاية فی ابی طالب

(تفسیر مظہری عربی ج ص ۲۲۸)

مفسر قرآن حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں (القول الثانی) رواه سفیان الثوری عن حبیب بن ابی ثابت عمن سمع ابن عباس یقول فی قوله (وَهُمْ يَنْئَوْنَ عَنْهُ قال نزلت فی ابی طالب (تفسیر ابن کثیر عربی ج ۱ ص ۱۲۷)

امام علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وینئون عنه بعدم الایمان به کابی طالب (تفسیر انوار القرآن ج ۲ ص ۱۶)

سیدنا امامنا حافظ الحدیث مفسر قرآن امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

زیر آیت: اخرج الفریابی و عبدالرزاق و سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابن جریر ابن المنذر و ابن ابی حاتم والطبرانی و ابو الشیخ ابن مردویه به والحاکم و صححه والبیهقی فی الدلائل عن ابن عباس وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ قال نزلت فی ابی طالب

(در منثور ج ۳ ص ۸)

محدث ابو یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وروی الامام احمد و ابوداؤد والنسائی و ابن خزیمه فی صحیحه عن علی رضی الله عنه قال لمامات ابوطالب اتیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت یا رسول الله مات عمك الضال فی لفظ ان

ابا طالب مات فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذھب فواره فلما ورایتهٗ جئت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اغتسل (سبل الہدیٰ ج۲ص ۴۳۱) مذکورہ حدیث مبارک کا ترجمہ ہم پیچھے کر آئے ہیں۔

(سیرت حلبیہ ج۱ص ۱۵۶ طبع بیروت، فیض القدیر ج ۳ ص ۸۹، مات کافرا، ارشادالساری شرح بخاری ج۱۳ص ۶۵۴، ج ۱۳، ص ۶۵۲، طبع بیروت باب قصة ابی طالب آیت مبارک: اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ ۔(القصص ۵۶) زیرآیت: الذی نزل فی ابی طالب) واللہ لاستغفرن لك مالم ۔ اُنه (تفسیر الخازن علی المعالم، قوله انك لا تهدی (ج۳ص ۱۵۳ طبع پاکستان)

عبارت ان اهون اهل النار عذا بایعنی ابا طالب (ترغیب الترہیب منذری ج۴ص ۴۸۷، فتاویٰ الاظہر، ج۸ص ۱۰۴، طیبی شرح مشکوۃ ج۱۰ص ۲۷۸، مرقاۃ باب صفۃ النار ج۹ص ۶۳۹)

عبارت عن نعمان بن بشیر: ان اهون اهل النار وعن ابن عباس رضی اللہ عنهما (حدیث نمبر ۵۶۶۹)

مذکورہ حدیث کی شرح امام علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اهون اهل النار عذابا ای من الکفار ابو طالب لقوله تعالی فی حقه باتفاق المفسرین وایضا الفاظ متقاربه ۔ اهون اهل النار عذابا ابو طالب وهو منتعل بنعلین یغلی منهما دماغه ۔ کتاب الفتن باب صفة النار و اهلها (مرقاۃ ج۹ص ۶۴۰ وسیرۃ حلبیہ ج۱ص ۱۵۵تا۱۵۶ طبع بیروت)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ زیرآیت وینؤن عنه قال ابن عباس نزلت فی ابی طالب عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ینهی المشرکین عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویمنعه منهم وینائی هو نفسه عن الایمان

(تفسیر الخازن علی المعالم ج۲ص ۱۲۷ طبع بیروت)

خط کشیدہ عبارت پڑھیں کہ کفار کو ایذا دینے سے منع کرتے اور بذات خود ایمان نہ لاتے۔ امام ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں زیر آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یہ آیت ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (تاویلات اہل سنت ج ۲ ص ۴۵۱)

امام ابی بکر احمد بن علی خطیب بغدادی المتوفی ۴۶۳ھ فرماتے ہیں:

شفعت فی ھولاء النفر فی ابی وعمی ابی طالب واخی من الرضاعة یعنی ابن السعدیة لیکونوا من بعد البعث ھباء ۔ ھذا ان الحدیثان باطلان ۔ اس حدیث کے تمام راوی کوئی ضعیف ہے کوئی منکر روایتیں نقل کرتا ہے کوئی مجہول ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۳ ص ۸۷)

ابوطالب کو دوبارہ زندہ کر کے کلمہ پڑھانے والی تمام روایات منکر ہیں۔

سورۂ انعام آیت ۲۶: **وینؤن عنه** کے تحت مفسرین اہل سنت کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ابوطالب نے کلمہ نہیں پڑھا۔

وینھون عنه کے تحت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں عبارت یوں ہے:

وقال عطاء و قتادة نزلت فی ابی طالب ۔ (تفسیر کبیر جز ۱۲، ص ۱۸۹، تفسیر بیضاوی فلا یومنون به کابی طالب بیضاوی ص ۱۷۲، الصاوی علی الجلالین جز ۲ ص ۹، عن ابن عباس رضی اللہ عنھما سے آٹھ احادیث متعدد طرق سے مروی ھیں ۔ عن ابن عباس، حبیب بن ابی ثابت نزلت فی ابی طالب تفسیر جامع البیان ج ۵ ص ۲۱۹ تفسیر فتح البیان نواب صدیق الحسن ج ۲ ص ۲۶۱) قرآن مجید کی متعدد آیات اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہوگیا کہ اہل سنت کا اجماع ہے کہ ابوطالب ایمان نہیں لایا۔ ایمان ابوطالب روافض کا ہے۔

الحدیث رواہ البخاری و مسلم وغیرھما محصل ھذا ان النبی صلی اللہ علیه وسلم لما ھاجر استولی عقیل و طالب علی الدار کلھا باعتبار ما ورثاہ من ابیھا لکونھما کانا لم یسلما

(سنن دار قطنی عربی ج ۳ ص ۶۳، کتاب البیوع عن اسامۃ بن زید الحدیث)

خط کشیدہ عبارت سے صاف پتہ چل گیا کہ عقیل اور طالب مسلمان نہیں ہوئے۔

(بااہیں الفاظ المغنی ابن قدامہ فصل امام الکفار ج ۷ ص ۱۶۷ طبع بیروت، التجرید للقدوری ان ابا طالب کان کافرا ج ۵ ص ۲۶۳۸، نہر الفائق ج ۳ ص ۲۲۴، تبین الحقائق ج ۳ ص ۲۶۱، فتح القدیر مع الکفایہ ج ۶ ص ۴، ورث کافر بنایہ علی الہدایہ ج ۱۲ ص ۲۲۶، جمال الدین حنفی المفسر ج ۲ ص ۱۰۲، المنہاج شرح مسلم ج ۹ ص ۱۲۰، نیل الاوطار ج ۲ ص ۱۰۳، صحیح ابن حبان کتاب الاجار، حدیث ۵۱۴۹، شرح معانی الاثار باب بیع مکۃ ارض، کتاب السیر باب فتح مکہ، ان ابا طالبا مات کافرا ج ۵ ص ۶۴۶)

امام بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ پڑھئے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ابا اسحاق الزجاج يقول في هذه الاية اجمع المفسرون انها نزلت في ابي طالب ابوطالب پر اسلام پیش کیا تو آپ نے انکار کر دیا۔ لفظ ابی نقل ہے۔

(باب اذا قال المشرک عند الموت عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کتاب الجنائز ج ۶ ص ۲۵۰ طبع پاکستان)

امام صاحب آگے لکھتے ہیں۔ **ان العباس قال للنبي صلى الله عليه وسلم يا ابن اخي ان الكلمة انهي عرضتها على عمك سمعه فقال له النبي صلى الله عليه وسلم لم اسمع قال السهيلي لان العباس قال ذلك في حال كونه على غير الاسلام ولو اداها بعد الاسلام لقبلت منه** ۔ (عمدۃ القاری ج ۶ ص ۲۵۱)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ والی روایت جن کا سہارا رافضی لیتے ہیں کہ میں نے ابو طالب کو کلمہ پڑھتے سنا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرما دیا کہ میں نے نہیں سنا۔ حضرت ابو طالب کی موت کے وقت خود مسلمان نہیں تھے، تو امام سہیلی نے جواب دیا کہ اگر وہ اسلام لانے کے بعد کہتے تو ہم مان لیتے۔ اس روایت کے دو جواب ہوئے۔ امام صاحب نے امت کا اجماع بھی نقل کیا ہے۔ جملہ اجمع المفسر ون سند

سے لکھا۔

تابش قصوری جو کہ اکثر تراجم کتب کا چور ہے۔اس کی بد دیانتی اور کذب بیانی پر صد افسوس لبادہ سنیت کا ہے اور کام خارجیوں والے ہیں۔ہم تابش کا اصل چہرہ عوام الناس کے سامنے دکھاتے ہیں کہ عبارات میں کتنا جھوٹ بولتا ہے اور **لعنت اللہ علی الکاذبین** کا مصداق بنتا ہے۔

تابش کی مترجم کتاب میرے پاس موجود ہے۔اس کی نقل کردہ عبارت مندرجہ ذیل ہے۔حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا اور آپ کی والدہ کے چچا کی صاحبزادی کے فرزند ارجمند اور آپ کے رضاعی بھائی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ چچا تھے ان میں سے چار نے اسلام کو پایا (حضرت ابو طالب کی بابت اختلاف پایا جاتا ہے) مترجم نزہۃ المجالس مکمل ص ۳۸۷ قارئین کرام ہم اصل عربی عبارت پیش کرتے ہیں۔ہمارے پاس نزہۃ المجالس عربی مصری کا نسخہ ہے۔اصل عبارت یوں ہے۔

(باب مناقب حمزۃ رضی اللہ عنہ) **هو عم النبی صلی اللہ علیه وسلم وابن بنت عم امه و اخوه من الرضاعة كما تقدم فی المولد و كان له صلی اللہ علیه وسلم اثنا عشر عما ادرك الاسلام منهم اربعة ابو طالب مات كافرا و حمزة والعباس اسلم** (نزہۃ المجالس عربی ج ۲ ص ۲۴۹ طبع مصر) ابو طالب کی بابت اختلاف کی عبارت تابش قصوری کی خود ساختہ اور جھوٹ پر مبنی ہے۔خط کشیدہ عبارت کا ترجمہ شیر مادر سمجھ کر پی گیا۔نقل کردہ عبارت سے معلوم ہو گیا کہ تابش قصوری سیّد الکاذبین ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طالب کے لئے دعا کرنے سے منع کیا گیا **لاستغفرن لك مالم انه عنك اقتضاء الصراط** (ص ۴۴۵ طبع پاکستان)

عن علی رضی اللہ عنہ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ان عمک الشیخ الضال قدمات یعنی اباہ قال اذھب فوارہ،

(سنن الکبریٰ بیہقی کتاب الجنائز ج ۳ ص ۳۹۸ ترجمہ)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوکر عرض کیا: آپ کا بوڑھا گمراہ چچا فوت ہوگیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: جا اسے دبا آ۔ اس حدیث پاک سے عقیدہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ثابت ہوگیا کہ ابوطالب گمراہی پر فوت ہوا۔

عن الشعبی قال لما مات ابو طالب جاء علی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان عمک الشیخ الکافر قدمات فما تری فیہ قال اری ان تغسیل وامرہ بالغسل (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۲۸)

اسی سند سے ملتی جلتی حدیث میں ان الشیخ الضال کا جملہ نقل ہے۔

امام شہاب خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (وَیَنْھَوْنَ عَنْہُ) انعام ضمیر الجمع ابی طالب حاشیۃ الشھاب علی البیضاوی تفسیر ج ۴ ص ۶۵ طبع بیروت)

ما کان للنبی زیرآیت فرماتے ہیں۔ روی انہ علیہ السلام قال لابی طالب لما حضرہ الوفاۃ قل کلمۃ احاج لک بھا عند اللہ فابی فقال علیہ السلام لا ازال استغفرلک مالم انہ عنہ فنزلت حاشیۃ الشھاب ج ۴ ص ۶۴۸)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جب ابوطالب پر وقت نزع طاری ہوئی تو آپ نے فرمایا: ابوطالب تو کلمہ پڑھ لے میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھگڑا کروں، جب تک مجھے منع نہ کیا جائے، تو میں تیرے لئے دعائے مغفرت کروں

گا۔آ گے چل کر لکھتے ہیں:

والجمهور على انها فى ابى طالب فانه لما احتضر جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يا عم قل لا اله الا الله كلمة احاج بها عند الله قال يا ابن اخى قد علمت انك لصادق ولكنى اكره ان يقول جزع عند الموت ۔(حاشیۃ الشہاب علی البیضاوی ج ۷ص۳۰۹)

چند سطور آ گے نقل ہے۔**(والجمهور على انها) اشارة الى الرد على بعض الرافضة اذ ذهب الى اسلامه وفى تفسير الزجاج من قوله جمع المفسرون** (حاشیۃ الشہاب ج ۷ص۳۰۹)

حضرت عباس بن عبدالمطلب سے مسلم شریف میں روایت ہے کہ انہوں نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے ابو طالب کو کوئی نفع ہوگا بے شک وہ آپ کی حمایت کرتے رہے اور لوگوں سے غصے ہوتے تھے! فرمایا: ہاں وہ جہنم کے کنارے پر ہیں۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوتے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ص۱۵۹اُردو،عربی ج ۱ص۱۴۷)

خطیب اور ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں اپنے باپ اور چچا ابو طالب اور رضاعی بھائی ابن سعدیہ کے بیٹے کے لئے شفاعت کروں گا کہ وہ بعث کے بعد ذرات بن جائیں۔ خطیب اس روایت کی سند میں کلام کرتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں خطاب بن عبدالدائم الاسوتی ضعیف ہے اور یحییٰ بن مبارک صنعانی سے منکر روایات نقل کرنے میں مشہور ہے اور صنعانی خود مجہول ہے اور منصور بن معتمد لیث بن ابی سلیم سے روایت کرتا ہے جبکہ لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی۔ الآیۃ **مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ**

اٰمَنُوْا (توبہ۔۱۱۳)

الایة فاشتد علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم موت ابی طالب علی الکفر (خصائص کبریٰ ج ا ص ۱۴۸ اُردو ج ا ص ۱۶۰، ترجمہ خصائص راجہ رشید محمود طبع فرید بک سٹال لاہور)

مذکورہ حدیث سے پتا چل گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ بھی کفر ابی طالب کا ہے۔ خط کشیدہ عبارت تابش قصوری کو اور اس کے حواریوں کو منہ چڑا رہی ہے۔ ابوطالب کا کفر بیان کرنا اگر گالی ہے تو صحابہ کرام تابعین کرام اور ائمہ کرام علیہم الرضوان تمام سب کرنے کے مرتکب ہوئے۔ مذکورۃ الصدر سے تابش قصوری رافضی کے تمام سوالات ھَبَاءً مَّنْثُوْرًا ہوگئے۔

امام المحدثین امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ابوداؤد والنسائی و احمد و اسحاق و البزار عن علی لماما ت ابو طالب انطلقت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت لہ ان عمک الشیخ الضال قدمات قال اذھب فوار اباک الحدیث و ایضا فی مسند ابو یعلی ان ابن ابی شیبۃ قال فی روایۃ ان عمک الشیخ الکافر قدمات

(الدرایہ ص ۱۴۵، کتاب الجنائز) مذکورہ حدیث کا ترجمہ ہم پیچھے کرآئے ہیں۔

(باب کافر کا مسلمان ولی ہو تو اسے غسل دے، کفن دے کر دفن کر دے) حوالہ جات مندرجہ ذیل ہیں۔

(باب میراث اہل السلام عن اسامۃ رضی اللہ عنہ کتاب الفرائض، سنن الکبریٰ بیہقی ج ۶ ص ۲۱۸، کتاب الام للشافعی ج ۴ ص ۹۱، شرح معانی الآثار باب بیع الارض مکۃ عن اسامہ رضی اللہ عنہ علی و جعفر مسلمین۔ ابوطالب و عقیل کافرین، المستدرک حدیث نمبر ۶۱۷۸، مشکل الآثار للطحاوی، نہر الفائق باب استیلاء الکفار عن اسامۃ

رضی اللہ عنہ بدائع الصنائع فصل فی الغسل المیت، محیط برہانی باب غسل الکافر فصل ثانی ج ۲ ص ۱۸۴، عنایہ شرح ہدایہ، اذامات الکافر ج ۲ ص ۱۳۲، بنایہ شرح ہدایہ ج ۳ ص ۳۳۷، باب الغسل المیت وفی ابن ماجہ عربی عبارت یوں ہے:

حدثنا هشام بن عمار و محمد بن الصباح مالا ثنا سفيان بن عينيه عن الزهرى عن على بن الحسين عن عمرو بن عثمان عن اسامة بن زيد رفعه الى النبى صلى الله عليه وسلم قال لا يرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم وايضا . عن اسامه بن زيد انه قال يا رسول الله اتنزفى دارك بمكة قال هل ترك لنا عقيل من رباع او دور وكان ورث ابا طالب هو و طالب ولم يرث، جعفر ولا على شيئا لانهما كان مسلمين وكان عقيل و طالب كافرين فكان عمر من اجل ذلك يقول لا يرث المومن الكافر قال اسامة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايوث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم

(ابن ماجہ شریف عربی ص ۱۹۶، باب میراث اہل الاسلام من اہل الشرک ترجمہ، اُردو جز ۳ ص ۲۵۲)

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کر چکے ہیں۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مکہ میں اپنے گھر میں پڑاؤ کریں گے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی زمین یا گھر چھوڑا ہے۔ راوی کہتے ہیں عقیل ابوطالب کے وارث بنے تھے۔ عقیل اور ابوطالب ان کے وارث بنے تھے لیکن حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وارث نہیں بنے تھے کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے۔ عقیل اور ابوطالب دونوں کافر تھے۔ مذکورہ حدیث سنداً صحیح ہے

اور اس حدیث میں علی بن الحسین رضی اللہ عنہ بھی روای ہیں۔ تو معلوم ہو گیا کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ابو طالب مسلمان نہیں تھے۔ ادلہ شرعیہ سے ہم نے مسئلہ ابو طالب کی نوعیت بیان کر دی۔ مَیں نہ مانوں کا علاج کوئی نہیں ہے۔ آیت قرآنی اور حدیث اور ائمہ فقہائے کرام علیہم الرضوان کی تصریحات سے ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ ابو طالب کی موت اسلام پر نہ ہوئی۔ ایمان ابی طالب روافض کا عقیدہ ہے اہل سنت کا عقیدہ نہیں ہے۔ **اللھم لا تجعلنا من زمرۃ الفاسقین ۔ بجاہ سیّد المرسلین آمین ۔**

مذکورہ بالا حدیث متعدد کتب میں نقل ہے۔

(بخاری شریف ص ۱۳۶۸ طبع بیروت، بخاری شریف ص ۳۲۱، مسلم شریف ص ۵۴۱، طبع بیروت، سنن ابوداؤد شریف ج ۱ ص ۲۷۵، کتاب المناسک، مسند احمد ج ۵ ص ۲۰۱، سنن الصغریٰ بیہقی ج ۲ ص ۴۵۸ پوری سند سے نقل ہے۔

امام برہان الدین صاحب المحیط برہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

باب لا یصلی علی الکافر لقولہ تعالی لاتصل علی احد منھم وروی انہ لمامات ابو طالب جاء علی رضی اللہ تعالی عنہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ان عمک الضال قدمات فقال علیہ الصلوۃ والسلام غسلہ و کفنہ وادفنہ ولا تحدثن بہ حدثا حتی تلقانی ولا تصل علیہ لان الصلاۃ علی المیت دعاءٌ و استغفار لہ والا استغفار للکافر حرام (المحیط البرہانی ج ۳ ص ۸۲)

کافر پر نماز پڑھنے کا باب: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب فوت ہوا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا

بے شک آپ کا گمراہ چچا فوت ہوگیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے غسل دے اور کفن دے اور دفن کر دے اور کوئی نئی بات نہ کرنا یہاں تک کہ ابو طالب کو دفن کر دیا اور فرمایا: اس پر نماز جنازہ اور دعا نہ مانگنا کیونکہ دعا اور جنازہ کافر پر حرام ہے۔

ابن قدامہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ پڑھیے۔ **باب اذا مات کافر مع مسلمین) لماروی عن علی رضی اللہ عنہ قال قلت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان عمک الشیخ الضال قدمات فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذھب فوارہ** (المغنی والشرح الکبیر ج ۲ ص ۳۱۵ طبع بیروت) ترجمہ: اس حدیث کا پیچھے ہوگیا ہے اس حدیث سے بھی ثابت ہوگیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی۔ سیدنا و امامنا امام علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح فرماتے ہیں۔ (فتاوی الملا علی القاری ج ۲ ص ۴۴ طبع پاکستان)

عقائد نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **ابا طالب والد علی رضی اللہ عنہ کان یحبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویحفظہ ولکن مات علی الکفر کما فی الصحیح البخاری و مسلم خلافا للشیعۃ** (شرح عقائد نسفی ص ۵۲۸) بے شک ابو طالب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے والد ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے طبعی محبت کرتے تھے اور ان کی حفاظت کرنے کے باوجود ان کی موت کفر پر ہوئی جیسا کہ بخاری و مسلم کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ رافضی شیعہ اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ نقل کردہ عبارت سے معلوم ہوا کہ ایمان ابی طالب کا عقیدہ اہل تشیع کا ہے۔ اہل سنت والجماعت کا نہیں ہے اور **یحب** اور **یحفظ** کا جملہ لکھ کر خود امام صاحب نے رد کر دیا کہ طبعی محبت اور حفاظت سے ایمان ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ ہم زرقانی اور ابن کثیر کی عبارت ہم پیچھے نقل کر آئے ہیں۔ دوبارہ ہم لکھتے ہیں۔ **یحبہ حبا شدیدا طبعیا لا شرعیا** نقل ہے۔ ابو طالب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

رشتے داری کی وجہ سے تھی، شرعی محبت نہیں تھی۔ طبعی محبت سے ایمان ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ رضویہ جلد دوم کی ابتدا میں جواب لکھا' وہاں دیکھ لیں، جب شرح متن کے خلاف ہوتو متن مقدم ہوتا ہے۔ فتاویٰ نوریہ، فتاویٰ شامی میں نقل ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بات کے آگے کسی بھی شخص کی کوئی بات حجت نہیں۔ الحکم الاکثر کما نقل فی اصول الشاشی۔

علامہ محمد خضری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **توفی عمه ابو طالب كان يمنعه من اذى اعدائه** آگے لکھتے ہیں: **ان يخفف عنه وعدم اسلامه،**

(نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین ص ۵۴)

شیعہ امامیہ کا عقیدہ پڑھیے: **اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ** (القصص ۵۶)، **نزلت فی ابی طالب ورووا ان علیا علیه السلام جاء الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بعد الموت ابی طالب فقال له ان عمك الضال قد قضی......**

(شرح نہج البلاغہ ابن الحدید التوفی ۶۵۹ھ، ج ۱۴، ص ۳۸ طبع بیروت، لبنان)

واما الذین زعموا انه كان مسلما فقد رووا خلاف ذلك واسند واخبرا الی امیر المومنین علیه السلام ۔ چند سطور آگے نقل ہے۔ **وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ** (سورۃ النساء ۱۱۵) **او بعدها انك ان لم تقر بایمان ابی طالب** (شرح نہج البلاغہ ج ۱۴، ص ۳۹) نقل کردہ دو روایات سے ثابت ہوگیا کہ عند الشیعہ بھی ابو طالب کا ایمان ثابت نہیں اور حدیث بھی سنداً سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ہے۔ مولا علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ نے ابو طالب کی موت کے بعد **ان عمك الضال** کا جملہ ارشاد فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر گواہی عند اہل سنت قبول نہیں ہے۔ اس شرح کے متعلق خود ابن الحدید

لکھتا ہے۔ کاف لشیعتنا ابتدا میں نقل ہے۔ آگے لکھتا ہے۔ ان ابا طالب اسرا ا لایمان واظهر الشرك

(شرح نہج البلاغہ جز ۱۴ص ۷۰) وایضاً فی اصول الکافی ج اص ۴۴۸ طبع تہران کتاب الحجہ

مذکورہ روایت سے ابوطالب کا مشرک ہونا' ثابت ہوگیا۔ اصحاب کہف سے تشبیہ دینا جہالت پر مبنی ہے کیونکہ اصحاب کہف کو تو جان کا خطرہ تھا۔ ابوطالب کو کون سا خطرہ تھا۔ ابوطالب نے زمانہ نبوۃ پایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصرار کے باوجود کلمہ نہیں پڑھا۔ ابوطالب کے کفر پر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث شاہد ہے سوگز رسہ تے گنڈھ سرنے ثانی سوہنے محمد دا کوئی نہیں

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ پڑھئے۔

ابا طالب بدانکه مشائخ حدیث و علمائے سنت برایں اند که ایمان ابو طالب ثبوت نه پذیر فته و در صحاح است که آں حضرت صلی الله علیه وسلم در وقت وفات بر سروے آمده و عرض اسلام کرد ووے قبول نه کرد پس آں حضرت صلی الله علیه وسلم گفت من والله استغفار می کنم مرترا تا آں زماں که منع کرده نشوم پس ایں آیت نازل شد مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ ۔

(شرح العقائد بر میزان العقائد ص ۱۵۶)

ترجمہ: جان تو کہ ابوطالب کے متعلق محدثین و علمائے اہل سنت کہ ابوطالب کا ایمان لانا ثابت نہیں اور صحاح حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وقت وفات ابوطالب کے پاس آئے اور ان پر اسلام پیش کیا تو ابوطالب نے قبول نہ کیا' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تیرے لئے

استغفار کرتا ہوں جب تک مجھے منع نہ کیا جائے گا تو سورۃ توبہ کی آیت مبارک نازل ہوئی۔مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

مجددالدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:(شرح سفر السعادت فارسی ص ۱۸۸)

(ابو محمد ثناء اللہ شجاع آبادی لکھتا ہے) مقاتل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب نے اپنی موت کے وقت کہا تھا اے بنی ہاشم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو ان کو سچا مانو اور فلاح وہدایت پالو، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے چچا! آپ جو نصیحت دوسروں کو کر رہے ہیں اس پر خود عمل کیوں نہیں کرتے۔ابوطالب نے کہا: بھتیجے تم کیا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ آپ لا الـٰه الا الله کہہ دیں تا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں آپ کے لئے اس کلمے کے کہنے کی گواہی دے سکوں۔ابوطالب نے جواب دیا' بھتیجے میں جانتا ہوں کہ تم سچے ہو لیکن میں نہیں چاہتا کہ میرے بعد لوگ شرم دلائیں وغیرہ وغیرہ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار ابوطالب سے کلمہ پڑھنے کو کہتے اور وہ انکار کرتے رہے۔یہاں تک کہ انہوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم میں اس وقت تک تمہارے لئے مغفرت کی دعا مانگتا رہوں گا جب تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ ہی اس سے روک نہ دے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ

(سیرۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۰۰، تفسیر سراج منیر خطیب شربنی ج ۳ ص ۱۵۷ طبع پاکستان)

حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ، عبارت یوں ہے:

و از مخلوقات کسے را قدرت آں نیست کہ کسی بخدائے رسانـد مستدل از ابو طالب عاقل تر نباشد و دلیل از محمد

صلی اللہ علیہ وسلم بزرگتر نہ چوں جریان حکم ابوطالب بر شقاوت بود و دلالت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ویرا سود نداشت (کشف المحجوب فارسی ص ۲۱۰)

فصل معرفت خداوند۔ ترجمہ: کسی مخلوق کی یہ طاقت کہ وہ بندے کو خدا تک پہنچا دے۔ استدلال کرنے والا ابوطالب سے زیادہ عاقل نہ ہوگا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بزرگ تر دلیل نہ ہوگی اور جبکہ ابوطالب کو شقاوت پر اجرائے حکم تھا تو حضور کی دلالت اسے فائدہ نہ دے سکی۔ (کشف المحجوب اُردو ص ۴۵۸) حضور داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فیصلہ دے دیا کہ ابوطالب ایمان نہیں لایا اب بھی اگر کوئی ٹیں ٹیں کرے تو اس کا ٹیں ٹیں کرنا بے سوا جہل ہونے کی نشانی ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منها شفاعة (ایمان ابی طالب ص ۱۴۵)

تابش قصوری حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیت کا شان نزول لکھا ہے۔ یعنی

من الکافرین کما قال فما تنفعهم شفاعة الشافعین و کما قال عن اهل النار ۔(تفسیر ابن کثیر عربی ج ا ص ۸۹ طبع بیروت)

مفسر قرآن ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: **لاتجزی نفس** کے تحت لکھتے ہیں: **لاتغنی نفس کافرة عن نفس کافرة من عذاب الله** (تفسیر ابن عباس ج ا ص ۷، عربی اُردو ج ا ص ۲۷) کسی کافر جان کو کسی کافر سے کوئی فائدہ نہ ہوگا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ شان نزول یوں فرماتے ہیں:

زیر آیت: لاتجزی نفس - کافرة لایات و الاحادیث الدالة علی الشفاعة لاهل الکبائر وعلیه انعقد الاجماع (تفسیر مظہری عربی ج ۱ ص ۶۶)

صاحب تفسیر خازن و مدارک شان نزول یوں فرماتے ہیں:

لا تقبل الشفاعة اذا کانت النفس کافرة و ذلک ان الیهود قالوا یشفع لنا اباءنا فرد الله علیهم ذلک بقوله (تفسیر الخازن علی المدارک وایضاً تفسیر روح البیان عربی ج ۱ ص ۱۲۶، تابش قصوری نے تفسیر بالرائے کر کے خارجیوں والا کام کیا ہے۔

آیت مبارک کافروں کے متعلق یعنی یہودیوں کے رد میں نازل ہوئی' اس کو مومنین کے حق میں لکھ دیا۔ جب کہ قرآن مجید کی آیات مبارکہ ایمان والوں کی شفاعت کے حق میں دال ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ' اِلَّا بِاِذْنِهٖ کی آیت تابش قصوری اور ان کے حواریوں کو منہ چڑا رہی ہے اور تفسیر بالرائے کرنے والا ناری ہے۔

مسلمانوں کی شفاعت تین گروہ کریں گے۔ عن عثمان رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاثة یشفع یوم القیامة الانبیاء والعلماء والشهداء کما فی المشکوة باب الشفاعة نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین گروہ گنہگاروں کی شفاعت کریں گے۔ انبیائے کرام علیہم السلام اور علمائے کرام وشہداء کرام علیہم الرضوان۔ حدیث پاک سے پتہ چل گیا کہ مسلمانوں کی مسلمان شفاعت کریں گے۔ باقی کفار کے متعلق خبر واحد بخاری شریف میں ہے۔ ابولہب کو پیر کے دن عذاب ہلکا ہوتا ہے۔ مطلق نجات نہیں اسی طرح ابو طالب کی خدمت وغیرہ کا صلہ سے اس پر بھی ہلکا ہوگا۔ نار سے مکمل نجات نہیں ہوگی، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

ایمان والوں کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پڑھئے: "شفاعتی لاهل الکبائر من اُمتی" ابولہب پر عذاب ہلکا ہونے سے اس کا ایمان ثابت نہیں ہوتا ہم

نے تین آیات قرآنیہ نقل کی ہیں۔ تابش قصوری سے ہم سوال کرتے ہیں کہ وہ ابوطالب کے ایمان پر ایک نص قرآنی پیش کریں قیامت تک تابش اوراس کی روحانی ذریت نہیں پیش کرسکیں گے۔ ہم نے اجماع امت سے ثابت کیا ہے کہ ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی۔ تابش قصوری بھی اجماع امت سے ابوطالب کا ایمان ثابت کریں ورنہ اپنے باطل عقیدے سے توبہ کریں اور آخرت کی فکر کریں۔ ہم نے جلیل القدر اولیائے کرام وغوث اعظم وداتا علی ہجویری وخواجہ نظام الدین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت کردیا ہے۔ ان تمام بزرگوں کی تصدیقات خصوصاً اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ سے واضح کردیا ہے۔ اب اوں آں کرنے کی گنجائش باقی نہ رہی۔

ایمان کی تعریف

شیخ المحدثین شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنئے۔

یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوصرف سچا نبی جان لینے کا نام ہی ایمان نہیں بلکہ دل سے اس کی تصدیق کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ علم اور چیز ہے اور تصدیق اور چیز ہے۔ چند سطور آگے لکھتے ہیں۔ یہودی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی جانتے تھے اور یہ علم اتنا مضبوط تھا جیسے کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچان رہے ہوں **یعرفون کما یعرفون ابناء وھم** (تکمیل الایمان ص ۹۲) لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قلبی طور پر یقین کرنے کا نام ایمان ہے اوران دونوں چیزوں کا زبان سے اقرار کرنا بھی ضروری ہے دل سے یقین کرنا ایمان کی حقیقت ہے اور زبان سے تصدیق کرنا ایمان کی علامت ہے کیونکہ زبان دل کی ترجمان ہوتی ہے اور زبان کے اقرار کے بغیر دل کا حال معلوم نہیں ہوسکتا۔ (تکمیل الایمان ص ۹۱) مذکورہ عبارت سے واضح ہوگیا ہے کہ زبان سے انکار کرنا ایماندار ہونے کی علامت نہیں۔ ابوطالب کے متعلق ابی کا جملہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور نبی صلی

اللہ علیہ وسلم سے لم اسمع میں نے نہیں سنا جملہ ایمان کے منافی ہے۔ محدث علی بن حسن جزری المتوفی ص ۶۳۰ علیہ الرحمۃ ابوطالب کے متعلق سنداً حدیث مبارک نقل کرتے ہیں۔ عبارت یوں ہے:

اخبرنا محمد بن سرایا بن علی وغیرہ باسنادھم عن محمد بن اسماعیل حدثنا محمود حدثنا عبدالرزاق حدثنا معمر عن الزھری عن ابن المسیب عن ابیه ان اباطالب لما حضرته الوفاة دخل علیه النبی صلی الله علیه وسلم وعنده ابوجھل فقال ای عم قل لا اله الا الله کلمة احاج لك بها عند الله فقال ابوجھل و عبدالله بن ابی امیة یا ابا طالب اترغب عن ملة عبدالمطلب فلم یزالا یکلمانه حتی قال آخر کل شئی کلمھم علی ملة عبدالمطلب فقال النبی صلی الله علیه وسلم لا ستغفرن لك مالم انه عنه ۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ ج پنجم ص ۱۸۷ طبع بیروت، لبنان)

اس حدیث مبارک کا ترجمہ پیچھے گزر چکا ہے۔ یہ حدیث سنداً صحیح ہے۔
ابوطالب کے متعلق حافظ ابی یعلی موصلی المتوفی ۳۰۷ھ لکھتے ہیں:

حدثنا سریج بن یونس حدثنا اسماعیل عن مجالد عن الشعبی عن جابر بن عبدالله قال سئل النبی صلی الله علیه وسلم عن ابی طالب هل تنفعه نبوتك قال نعم اخرجته من غمرة جهنم الی ضحضاح منها،

(مسند ابی یعلی ج ۲ ص ۱۸۴ طبع بیروت)

مذکورہ حدیث شریف سنداً مرفوع ہے۔ اس کا ترجمہ بھی پیچھے گزر چکا ہے۔

ابو طالب کے متعلق امام نور الدین ہیثمی المتوفی ۸۰۷ھ لکھتے ہیں۔

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسئل عن ابی طالب ھل نفعتہ قال اخرجتہ من جھنم الی ضحضاح منھا،

(مجمع الزوائد ج۹ص۳۵۹طبع بیروت، حدیث نمبر۱۵۲۷۴کتاب المناقب)

وایضا عن جابر بن عبداللہ قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عمہ ابی طالب ھل تنفعہ نبوتك قال نعم اخرجتہ من غمرات جھنم الی ضحضاح منھا (ج۹ص۲۹۲)

حدیث نمبر۱۶۱۷۷: **رجالہ رجال الصحیح** نقل کردہ حدیث کا ترجمہ بھی پہلے گزر چکا ہے۔ ابو طالب کے متعلق حافظ عبدالغفار لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ جب خبر کی میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ موت ابو طالب کے روئے پھر کہا واسطے میرے جا اور غسل دے اس کو اور کفن دے اس کو اور چھپا اس کو کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ کیا میں نے ایسا ہی کیا آیا میں پھر فرمایا کہ جا اور غسل کر کہا اور تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخشش مانگتے واسطے ان کے کئی دن تک اور نہ نکلے گھر سے یہاں تک کہ اترے جبرئیل علیہ السلام ساتھ اس کے کہ نہیں جائز واسطے نبی کے اور ان لوگوں کے جو ایمان لائے کہ بخشش مانگیں مشرکوں کے واسطے اس سے معلوم ہوا کہ مشرک کی بخشش اگر چہ نبی کے عزیز واقارب میں سے ہوئے نہیں ہوتی۔ (نور الہدایہ اردو شرح وقایہ ج۱ص۱۴۶)

حدیث مرسل کے متعلق ائمہ کرام علیہم الرضوان کا مذہب

نیز علامہ سیوطی لکھتے ہیں امام حاکم نے علوم الحدیث میں لکھا ہے کہ اہل مدینہ

سعید بن میتب سے مراسل کی روایت کرتے ہیں اور اہل مکہ عطا بن ابی رباح سے مراسل روایت کرتے ہیں اور اہل شام مکحول سے اہل بصرہ حسن بصری سے اہل کوفہ ابراہیم بن یزید نخعی سے اور ان میں سے زیادہ صحیح مراسل ابن المسیب کی ہیں۔ ابن معین نے بھی یہی کہا ہے۔

(شرح مسلم شریف ص۱۱۵، ۱۱۶ شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ)

حکیم الامت مفسر قرآن وشیخ الحدیث مفتی احمد یار خاں نعیمی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت گار چچا ابوطالب کافر کا عذاب ہلکا ہوسکتا ہے مگر ابوطالب کا عذاب دفع نہیں ہوسکتا ہے ابوطالب کا عذاب بہت ہلکا ہے۔ (ج ۷ ص ۲۱۲)

عین الہدایہ ترجمہ ہدایہ مقدمہ ج ا ص ۲۸ میں ''ابو طالب مات کافرًا'' لکھا ہے۔ وایضاً موطا امام مالک ص ۴۰۶ ۱۴ عن علی بن الحسین رضی اللہ عنہ ہیں' حدیث سے ثابت ہوا کہ اہل بیت کرام کے نزدیک ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی۔

غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

محبت کی دو قسمیں ہیں:

ایک طبعی اور ایک عقلی۔ طبعی یہ ہے کہ بندہ طبعًا کسی سے محبت کرے' جیسا کہ ماں' باپ' اولاد اور عزیز واقارب سے محبت ہوتی ہے۔ دوسری عقلی محبت یہ ہے کہ عقلا محبوب کو دوسری چیزوں پر ترجیح دے۔ طبعی محبت بندے کے اختیار میں نہیں ہوتی اور نہ ہی بندے کو اس کا مکلف کیا گیا ہے اور نہ ہی مدار ایمان ہے۔ اسی لئے ابوطالب مومن نہیں ہیں کیونکہ اُن کو آپ سے محبت طبعی بھتیجا ہونے کی وجہ سے تھی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھ کر ایمان نصیب نہیں ہوا۔ اس مسئلہ کی مکمل بحث اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے رسالہ ایمان ابوطالب میں مذکور ہے۔ (منتخب احادیث صفحہ ۱۰۱ غزالی زماں علامہ

احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ) ابوطالب کے متعلق شریف حسین سبزواری شیعہ نے ابوطالب پر رضی اللہ عنہ نہیں لکھا ہے۔کوکب دُری صفحہ ۱۷۸-۱۷۹-۲۴۷-۲۴۸-۲۵ تا ص ۲۵۲ نو جگہ ابوطالب پر رضی اللہ عنہ نہیں لکھا' اگر ابوطالب مسلمان ہوتے تو شریف حسین شیعہ مترجم ابوطالب پر جملہ رضی اللہ عنہ ضرور لکھتا۔

علامہ شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ پڑھئے۔شرح مسلم ج ا' صفحہ ۳۸۸-۳۹۸' جامع اسباب النزول ص ۲۵۴۔حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ زیر آیت: انك لا تهدی۔القصص' التوبہ: ما كان للنبی والذین امنوا فتح الباری ج ۸' ص ۳۴۱' فتح الباری ج ۸' ص ۵۰۶' فتح الباری ج ۷' ص ۱۹۳' سیرت ابن ہشام ج ۲' ص ۲۷' البدایہ والنہایہ ج ۳' ص ۱۲۳' مسند احمد ج ا' ص ۲۵۸' البدایہ ج ۳' ص ۱۲۲' سیرت حلبیہ ج ا' ص ۴۶۶' السیرۃ اشامیہ ج ۲' ص ۵۶۳' منقول از دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۳۵۰' رسالہ النور ماہ ذوالحج ۱۳۴۶ھ اشرف علی تھانوی ص ۲۲۔ اہل سنت و جماعت کا معروف مذہب یہی ہے کہ ابوطالب نے کلمہ نہیں پڑھا۔وما علینا الا البلاغ المبین۔

ملا معین واعظ کاشفی ہروی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ:

ابوطالب نے ایک شخص کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ تیرا چچا کہتا ہے کہ میں بوڑھا کمزور اور بیمار ہوں' جنت سے تھوڑے سے کھانے پینے کی آرزو رکھتا ہوں' مجھے عنایت فرمایئے تاکہ وہ تندرستی کا باعث ہو۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کے قاصد کو کوئی جواب نہ دیا۔حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ جو اس مجلس میں حاضر تھے' نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ نے جنت کے طعام و شراب کو کفار کے لئے حرام قرار دیا ہے۔قاصد نے واپس جا کر صورتِ حال بیان' کفار نے پھر ابوطالب سے کہا' دوسری مرتبہ پھر اسی شخص کو اسی غرض کے لئے بھیجا۔اس دفعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا: ان اللہ حرمھما علی الکافرین ۔ قاصد نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواب دیا۔ قاصد کے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابوطالب کے گھر تشریف لائے۔ کو پہنچا دیکھا کہ گھر قریش سے بھرا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے اپنے چچا کے ساتھ تھوڑی دیر ٹھہرنا ہے۔ آپ ذرا باہر تشریف لے جائیں کہنے لگے۔ آپ کی ان سے رشتہ داری ہے تو ہم بھی ان کے رشتہ دار ہیں' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا: چچا جان حق تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے بچپن میں میری کفالت کی۔ اور میرے بڑا ہو جانے پر میری رعایت اور شفقت میں دریغ نہیں کیا۔ اب وقت یہ ہے کہ آپ ایک کلمہ کہہ کر میری امداد کریں تا کہ قیامت کے روز میں خدا تعالیٰ کے پاس آپ کی شفاعت کروں۔ ابوطالب نے پوچھا: وہ کون سا کلمہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاالٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ کہہ دیجئے۔ ابوطالب نے کہا: میں یقیناً جانتا ہوں کہ آپ میرے خیر خواہ ہیں۔ خدا کی قسم! اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ آپ کو قریش سرزنش کریں گے اور کہیں گے کہ تیرا چچا موت سے ڈر گیا۔ میں ضرور کلمہ کہہ دیتا اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ یہ ابیات اُس وقت پڑھے تو قریش نے جب اشعار سنے کو پکار اٹھے کہ آپ اپنے بزرگوں عبدالمطلب ہاشم اور عبد مناف کی ملت سے منہ پھیرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اصرار کرتے تھے کہ چچا جان ایک بار اس کلمہ کو کہہ دو تا کہ قیامت میں آپ کے کام کو دلی تسلی کے ساتھ کر سکوں۔ ابوجہل' عبداللہ' اُمیہ پھر اصرار کرتے تھے کہ اے ابوطالب! عبدالمطلب کے دین سے انحراف کرتا ہے' یہاں تک کہ آخر کار اس نے کہا کہ ابوطالب اپنے بزرگوں کی ملت اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چچا جان! کیا بات ہے کہ تمام لوگوں کو میری بات سننے اور پیروی کرنے کی وصیت کرتے ہو اور خود مخالفت کرتے ہو؟

اُس نے کہا: خدا کی قسم! اگر تندرستی کی حالت میں ہوتا تو آپ کی اتباع کرتا۔ خدا کی قسم! مجھے یہ بات بُری معلوم ہوتی ہے کہ لوگ کہیں گے۔ ابوطالب مرتے وقت موت کے ڈر سے مسلمان ہوا اور صحت کی حالت میں مسلمان نہیں ہوا۔ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ابوطالب کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تو اس کے سرہانے سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: خدا کی قسم! حق تعالیٰ سے تمہارے لئے بخشش طلب کروں گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب ابوطالب کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ قریش نے سمجھ لیا کہ وہ اس بیماری سے نجات نہیں پائے گا۔ ایک دوسرے سے کہا: اگرچہ ابوطالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں پوری کوشش کرتے تھے۔ اب وہ موت کے کندھوں پر سوار ہے۔ ہمیں اس کے بھتیجے کے کام سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ سے بہادر کون عرب میں تھا۔ مسلمان ہو گیا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گیا۔ ہر قبیلہ کے لوگ اُس کے دین میں داخل ہو چکے ہیں اور ہر روز اس کا کام ترقی پر ہے۔ اس کی آواز عرب قبائل میں پھیلتی جاتی ہے‘ جب وہ بلند مرتبہ ہو جائے گا تو اہلِ مکہ پر غالب ہو جائے گا۔ عتبہ‘ شیبہ‘ ابوجہل اُمیہ بن خلف‘ ابوسفیان وغیرہ کی جماعت ابوطالب کے پاس آئی اور کہا: اے ابوطالب! ہم نے آپ کی سرداری کا اعتراف کیا۔ اہل بیت سے روایت ہے کہ وہ اس بات پر متفق نہیں کہ ابوطالب ایمان کے ساتھ فوت ہوا ہے‘ لیکن یہ روایت اہل سنت و جماعت کے مخالف ہے اور اس روایت کے مخالف بہت سے دلائل موجود ہیں۔

(دلیل نمبر ۱) جب ابوطالب فوت ہو گیا۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: آپ کا گمراہ چچا بے شک فوت ہو گیا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور فرمایا: جاؤ اسے نہلاؤ اور تکفین و تجہیز کا انتظام کرو اور فرمایا: انه مات مشرکا ۔ نیز فرمایا: اذهب فواره غفر الله له ورحمته جا

کراسے دبادو۔ خدا تعالیٰ اُسے بخشے خدا تعالیٰ اس پر رحمت کرے اگر مجھے منع نہ کیا گیا تو میں اس کے لئے بخشش طلب کروں گا۔

روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کی وفات پر بہت رنجیدہ ہوئے روئے' جنازہ کے ساتھ گئے اور فرماتے تھے۔ چچا جان! آپ نے صلہ رحمی کا حق ادا کیا۔ میرے حق میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ حاصل کلام یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ عملك الشيخ الضال قدمات اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: انه قد مات مشركًا ابوطالب کے کفر پر مرنے کی دلیل ہے۔

(دلیل نمبر۲) کئی روز تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کے لئے بخشش طلب کرتے رہے تو آیت پاک: اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ نازل ہوئی: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيۡنَ نازل ہوئی تو قرآن کریم کی نص سے ثابت ہو گیا کہ ابوطالب کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا اور مذکورہ بالا روایت میں جنازہ کے ساتھ جانے کا ذکر مؤلف نے اپنی طرف سے زیادہ کیا اس وقت نمازِ جنازہ پڑھنے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

(دلیل نمبر۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کہ بخاری و مسلم میں روایت منقول ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عبارت یوں ہے: اهون الناس عذابًا يوم القيمة ابى طالب له شرًا كان من النار يغلى منها دماغه ۔ یعنی ابوطالب کا عذاب قیامت کے روز دوسرے تمام کافروں سے نرم اور ہلکا ہوگا۔ اس کے پاؤں میں آگ کی دو جوتیاں ہوں گی۔ ان جوتیوں کی گرمی سے اس کے سر کا مغز کھولتا ہوگا۔ اس کا خیال ہوگا کہ مجھ سے زیادہ کسی کو عذاب نہیں ہو رہا۔ معارج النبوۃ فارسی رکن سوم باب سوم موت ابوطالب ج ۳' ص ۶۰ - ۶۱' معارج النبوۃ اُردو ج ۳' ۳۱۶' ۳۲۲ آگے نقل ہے۔ کفر کی چار اقسام۔ چوتھی قسم یہ ہے۔ زبان سے خدا

تعالیٰ کا اقرار نہ کرے اور نہ ہی اس کے احکام کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کرے، جیسے ابو طالب کا کفر۔

(شبیر احمد عثمانی دیوبندی کا عقیدہ)

زیرِ آیت :مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔ تفسیر عثمانی ص ۲٦۵، ص ۵۰٦، القصص۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ

مولانا عبد الحیٔ لکھنوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شرح الوقایہ کتاب الجنائز ج ۱، ص ۲۰۹، سورۃ ص نزلت فی حق ابی طالب، تفسیر مظہری عربی ج ۸، ص ۱۵۳-۱۵۵، تفسیر الخازن ج ۴، ص ۳۰، تفسیر جیلانی ج ۴، ص ۲۴۲، تفسیر ابن کثیر عربی ج ۴، ص ۲۷-۲۸، اُردو ابن کثیر ج ۴، ص ۴۴۳، وقایہ اُردو ج ۱، ص ۱۴٦، عن جابر رضی اللہ عنہ مسند ابو یعلیٰ ج ۲ ص ۱۸۴، کتاب الثقات لابن حبان ج ۱، ص ۲٦۔